مناظرہ وکلام
۹۶

الهدایه

جسمیں قبور وقبہ جات کے متعلق تمام ضروری اور شرعی معلومات یکجا ہیں

از

حضرت امام الوقت ملک العلما مولانا عبد الباری صاحب قبلہ
وجناب مولانا محمد عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی
ومولوی سید اعجاز علی صاحب اجمیری

مرتبہ

شہید انصاری فرنگی محل لکھنؤ

باہتمام حامد حسن علوی دبیر کامل

مطبوعہ نیر پریس یا ٹالہ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

مسئلہ قبور و قبہ جات

افاضۂ امام الوقت ملک العلماء حضرت مولانا عبد الباری صاحب قبلہ فرنگی محلی

(منقول از اخبار "ہمدرد" دہلی مورخہ ۱۶ صفر سنہ ۴۴ ہجری)

مشہور ہے کہ حضرت عمرؓ نے وہ درخت جسکے نیچے بیعت الرضوان مین حضورؐ نے سایہ لیا تھا بخوف پرستش کھدوا ڈالا مگر یہ نہین کہا جاتا ہے کہ صحابہ کے وقت مین آثر پر جو مساجد تھے انکو حضرت نے کھودنے کا حکم نہین دیا حالانکہ لوگون کی زیارت پسند نہین کی چنانچہ اپنے ساتھی سے کہا کہ ان مساجد پر اگر وقت نماز ہو تو پڑھ لیا کرو اور فرمایا کہ اگلی امتین اسی وجہ سے ہلاک ہوئی ہین کہ انھون نے معبد ایسے مآثر پر بنایا تھا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ صحابہ مین لوگ اسکی زیارت کرتے تھے حضرت کے تشددات کے باوجود انھون نے نہ تو لوگون کو زیارت و نماز سے باز رکھا نہ مساجد کو شکست کرایا تفصیل اسکی غالباً مولوی عنایت اللہ صاحب کے مضمون مین ہوگی اس واقعہ کو حضرت عمرؓ کے کنز العمال مین روایت کیا ہے۔

مسجد ہر حالتین قابل احترام ہی خصوصا وہ مساجد جو آثار متبرکہ مین ہون مین نہین سمجھتا
کہ نجدی یہ کیون کرتے ہین اور مزار کے قبون اور مساجد کو کیون گراتے ہین. سوائے اسکے
اور کوئی وجہ نہین کہ انمین انکی بربریت ابتک موجود ہی. مزارات کے جوار مین مسجد بنانے کو
تمام علماء نے جائز بتایا ہی اور قرآن شریف سے اس کا جواز اس آیت سے نکلتا ہی جسکو "ہمدرد"
نے لکھا ہی آپ اُسکو بغور ملاحظہ کیجیے وہ مساجد بنانیوالے خوش اعتقاد اچھے لوگ تھے جیسا کہ
تفسیر کبیر سے معلوم ہوتا ہی انھون نے مسجد مسلمانون کیلیے بنوائی تھی جیسا کہ مدارک سے
معلوم ہوتا ہی. ابن کثیر کا اپنا خیال قابل احتجاج دیگر کبار علماء کے مقابل نہین ہے
جس حدیث سے انھون نے استدلال کیا ہی وہ حدیث اُنکے مدعا پر دلالت کرنے سے قاصر ہی.

آپ خود ملاحظہ کیجیے کہ لنتخذن علیہم مسجداً آیہ آیت مین بلا انکار اور اعتراض کے
مذکور ہی اور علی بمعنی عند کے ہی اسی وجہ سے مفسرین کہتے ہین علے باب الکہف برخلاف حدیث
کے کہ اسی مین مذکور ہی کہ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد خود قبرون کو وہ سجدہ گاہ
بناتے تھے قبرونکو مسجد کرنا اور اُنکے قرب مین مساجد بنانا دونون کا فرق آپ خود ملاحظہ کرسکتے ہین
اس سے تعارض دونون نصوص مین نہین ہی اسی وجہ سے ہم قرآن پر بھی عمل کرتے ہین اور
حدیث پر بھی اور کہتے ہین کہ قبور مقابر اور جوار صالح مین مسجد بنانا مستحسن ہی مگر قبر پر
مسجد بنانا ناجائز ہی پہلا امر قرآن سے ثابت ہی اور دوسرا حدیث سے ثابت ہی.

ہان جو لوگ اس آیت سے بناء علی القبور کے جواز پر استدلال کرتے ہین انکی توجیہ میری سمجھ
مین نہین آتی. باوجود اسکے خفاجی اور روح المعانی والے ہین نہ مین آسمان کو زمین سے پھر ملا کر

مبنی بہ تو ہم سب ہیں۔ انکے اقوال اُنکے بدعات کی تائید میں قابل قبول نہیں ہیں۔ بیضاوی
اور امام رازی ہے وغیرہ جو تصریح کرتے ہیں وہ قوی ہے۔ اور تم نے جو دلیل بیان کی ہے وہ بھی
قابل احتجاج نہیں ہے۔ ابھی وہ جو ابن کثیر نے لکھی ہے آپ خود اُسپر غور کریں تو یہ بات ظاہر ہو جائیگی
کہ قبور کو مساجد بنانا اور اُنکی عبادت کرنا امر آخر ہے اور قبور کے کنارے مسجد بنانا امر آخر ہے حضور کا
سہو سجود ہونا مقابر میں خصوصاً لیلۃ البرأت میں متواتر ہے۔

اب رہ گیا مقابر پر قبوں کا بنانا مجھے بہت حیرت ہوئی کہ جب تلاش کیا تو اسکی ممانعت پر کوئی
نص نہیں ملی آپکی صرف وہی حدیث جسکو میں نے آپسے زبانی عرض کیا تھا کہ نہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن البناء علی القبور یہ صریح حصول مدعا میں غیر کافی ہے نہیں
معلوم ہوتا ہے کہ نہی سے کیا مراد ہے نہی تحریمی یا تنزیہی بظاہر نہی تنزیہی ہے جیسا کہ
طریقہ ادبا سے ارشاد فرمایا ہے نہی عن تشئید البناء ضبوط کرنے کو مکانات کے اینٹ وغیرہ کا
یہ بیوک ظاہر ہے کہ تنزیہی تھی ورنہ بڑے بڑے عمارات سب کھدوا کر پھینکدینا چاہیے پھر
بناء علی القبر سے کیا مراد ہے آیا اسکے گرداگرد کچھ بنانا یا اُسپر بنانا احتمال ہوتا ہے کہ عند
کے معنی میں ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ معنی مجازی ہیں لہذا اس سے خود نفس قبر پر بنانیکی ممانعت
نہ نکلیگی کیونکہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز درست نہیں ہے بفرض یہ احتمال مان بھی
لیا جائے تو کہا جائیگا کہ یہ حکم عام قبور کا ہے مخصوص قبور کا نہیں ہے۔ اس امر کی تخصیص علماء
کی عبارات سے ہے اور خود حضور اقدس کے مزار سے ہے کہ اندر حجرہ حضرت عائشہ کے ہوا جو
مسقف تھا یہ گنبد کی تو اُسوقت مسجد بھی نہیں تھی جیسی حیثیت مسجد کی تھی ویسی حجرہ حضرت عائشہ

کی تھی حضرت عمرؓ نے اسکی مرمت کرائی اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے نئے سرے سے اسکی تعمیر کرائی
صحابہ کے وقت مین بلا انکار کے قبور پر مثل عمارت جسے قبہ کہتے ہین ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بعض نے اسکی
مخالفت کی تو وہ بھی بطور کراہت تنزیہی کے ہے۔ نہی خود اسکے امکان وقوع پر دلالت کرتی ہے
اور نہی چونکہ تنزیہی ہے تو اسکا اثر اسیقدر ہوگا جو دیگر امور خلاف اولیٰ کا ہے۔ ملابس اور مساکن و
عمارات وغیرہ مین جتنی جتنی وسعت ہوتی گئی، مال مین ترقی ہوتی گئی۔ زندون اور مردون دونون
کی یکسان حالت ہے۔

یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ صیغہ نہی یعنی لا تفعل سے چاہے تحریم ثابت ہو مگر لفظ نہی
سے جسکے معنی روکنے کے ہین تحریم کا بلا قرینہ ثابت ہونا غیر مسلم ہے ورنہ اسی لفظ سے گرم
کھانے سے منع کیا ہے۔ ہر روز کنگھی سے منع کیا ہے۔ دھوپ چھانہین بیٹھنے سے روکا ہے۔ دودھ والے
جانورون کے ذبیحہ سے روکا ہے۔ یہ سب بھی حرام ہو جائینگے۔ ہان بعض محرمات کو بھی اسی لفظ
سے روکنے کا ذکر ہے تو انکی تحریم دوسری نصوص سے ثابت ہے اسی سبب تحریم کا حکم لگا دیا جاتا ہے لفظ نہی سے تحریم ثابت نہین کیگئی ہے
اول درجہ ممانعت کا مکروہ تنزیہی ہے اور خلاف اولیٰ ہے وہی مراد ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ بات فراموش
نہونا چاہیے کہ خلاف اولیٰ کسی امر آخر سے اور سبب قوی سے مستحسن بلکہ اگر مقدمہ واجب ہوگا
تو واجب ہو جاتا ہے وہ کچھ حرام نہین ہے جسکا ازالہ لازم ہو۔ بلکہ حرام ظنی بھی حسب تصریح [illegible]
شوکانی کے اس قابل ہے کہ اسپر سکوت کیا جائے تو جو لوگ قبہ کی تحریم کے قائل ہین وہ بھی سکوت
ہی کو مقدم کرتے ہین۔ مین نے باتباع اخی المعظم مولنا عبد الحیؒ کراہت تنزیہی کا قول اختیار کیا ہے
ورنہ عام علماء و اکابر نے قبور صلحاء پر قبہ کا بنانا مستحسن لکھا ہے۔ فقہا کی عبارتین یا مجتہدین کے

ارشادات مین تحریم کا پتہ نہین چلتا ہی اور تخصیص کسی کی نہین ہی حالانکہ نصوص قطعی اکثر مطلق
بولے جاتے ہین مگر وہ مقید ہوتے ہین کسی نہ کسی معتبر کتاب مین اسکی تخصیص اور قید ظاہر
کردیجاتی ہی۔ چنانچہ ان احکامات مطلقہ کی قید بھی فقہ مین موجود ہی وہ یہ ہی کہ اگر بغیر فائدہ یہ
عمارت ہو تو مکروہ تنزیہی ہی اور اگر ملک موقوفہ یا ملک غیر مین ہو تو حرام ہی اور اگر فوائد مرتب ہون
تو مکروہ بھی نہین ہی بلکہ مستحسن ہی اور انکے فوائد سے یہ لکھا ہی کہ اُنپر فاتحہ پڑھنے کے لیے جو لوگ
آتے ہین اُنکو راحت ہو تو کوئی نظروں مین عظمت اہل قبر کی ظاہر ہو وغیر ذلک۔ امید ہی کہ
ان سب کو مصرح مولوی عنایت اللہ سلمہ لکھینگے۔ قبور پر قبون کی بعینہ وہی حالت ہی جو مساجد
کی ہی۔ ولید کی بنائی ہوئی مسجد ابان بن عثمان کو ناپسند ہوئی کیا شاندار مسجدین جو سلف
کے زمانہ مین تھین اگر وہ کھود ڈالی جائین تو بتائیے کہ یہ سنت ہوگا یا بدعت۔ میرے نزدیک
تو بدعت ہی اسواسطے کہ اس قسم کے استحکام دنیا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رسم و رواج
کے اعتبار سے روکا تھا اور مصارف کی تقلیل کیوجہ سے باز رکھا تھا ورنہ کوئی ایسی شئی نہ تھی
کہ روکی جاتی۔ اب یہ کہنا کہ اسکے اندر بدعات ہوتے ہین بغرض تسلیم اُنکو روکا جاسکتا ہی
مکانات اور عالی شان محلات مین تو محرمات ہوتے ہین تو انکی وجہ سے مکان نہین گرادیا
جاتا ہی اگر کسی کا مکان گرایا جاے تو اُسکی توہین ہی یا نہین۔ ہم سمجھتے ہین کہ ان حوش
کو اس سے کیا فائدہ ہے۔

اسپر ہم صبر کرتے اگر اندیشہ نہ ہوتا کہ خانہ کعبہ کی وقعت اتنی قلوب اہل اسلام مین نہین
جتنی مدینہ طیبہ کی عظمت و محبت ہی اور اسمین بھی اختلاف ہی۔ امام شافعی تو مدار کعبہ کو سمت قبلے

ہونے کے قائل ہین امام ابوحنیفہ تو قضا کافی سمجھتے ہین۔ قوی اندیشہ ہی کہ لوگ جدا رہی کو قبلۂ
عبادت سمجھین اسواسطے اگر ایک موحد جذبۂ توحید مین آکے اسکو ڈھادے تو پھر کون اعتراض ہو سکتا ہے
کیا یہ منشا لارڈ کچنر کا جسکی بنا پر خدام کعبہ قائم ہوئی نہین پورا ہو سکتا ہی۔ اسکو غور و فکر سے ملاحظہ
کیجیے۔ ہمارے جسقدر اندیشے ہین سب ایک ایک کرکے پورے ہو رہے ہین۔ انشاءاللہ انکو پورا کرکر
دینہ مرکز اسلامی تشریف لیجاویگا۔ مگر اب کہان رہا ہے؟

تیسرا امر تعمیر قبور کا ہی۔ مین اسجگہ اپنا عقیدہ اپنے جد اکرم مولانا عبدالرزاق قدس سرہ کی عبارت
مین پیش کیے دیتا ہون جو نصوص شرعیہ متواترہ و متفقہ پر مبنی ہی۔ اسپر بھی کہتا ہون کہ کسی کو باور
ہو یا نہ ہو مجھے اسپر اعتقاد ہی وہ یہ ہے۔ (انوار غیبیہ صفحہ ۳ مطبوعۂ مجتبائی)۔ اور قبر بمنزلہ جسم کے
ہو جاتی ہی پس جو معاملات کہ زندون کے جسم کے ساتھ کرنے مین روح کو ایذا ہوتی ہی اُسی طرح دفن
کے بعد قبر کے ساتھ وہ معاملات کرنے سے روح کو ایذا ہوتی ہی۔ اور جو معاملات زندہ کے ساتھ
کرنے سے باعث فرحت روح ہوتے ہین وہ قبر کے ساتھ کرنے مین بھی باعث فرحت روح
ہوتے ہین۔ پس جو جو تعظیمات کہ حالت حیات مین اہل قبور کیواسطے عمل مین آتے تھے قبور کے
ساتھ اُنکا حفظ لازم ہے۔ لیکن جو تعظیم ممنوعات شرع سے ہو وہ ہر وقت ممنوع ہی پس بنانا
قبر پختہ کا واسطے نشانی باقی رہنے کے درست ہے" یہ عبارت رسالہ مذکورہ کی ہی۔ علامہ عسقلانی
وغیرہ وغیرہ تصریح کرتے ہین کہ قبور کفار تو کھودے جاسکتے ہین مگر قبور اہل اسلام نہین کھودی
جاسکتی ہین بلکہ بعض فقہاے متقدمین نے تو کفار کے نبش قبور کو بھی روا نہین رکھا ہی۔ مسلمانونکی
قبور کا کھودنا تو سب کے نزدیک ہتک حرمت اصحاب قبور کی ہے۔

اسمین شک نہین کہ عموماً قبر زمین سے بلند کی گئی ہی خصوصاً آنحضرتؐ کی قبر کہ وہ ایک بالشت یا کچھ کم یا کچھ زائد بلند ہی آپکا مزار ماہی پشت تھا یا مربع اسمین اول قول ائمۂ ثلاثہ کا ہی اور دوسرا قول امام شافعی کا ہی مگر دونو نکے نزدیک جائز ہی کہ دوسرے قول پر عمل کیا جائے صرف افضلیت اور مسنونیت اور عدم افضلیت مین خلاف ہی۔

اسجگہ ایک حدیث حضرت علی کی ہی جسکو مین نے ذکر کیا افسوس ہی کہ اسکے علاوہ تلاش سے بھی حسن صحیح بلکہ ضعیف بھی کوئی دوسری حدیث نہین ملی۔ اول تو قصہ حال ہی معلوم نہین حضرت علیؓ کو لکن قبور کے برابر کرنے کا حکم ہوا تھا بظاہر کفار کے قبور کا حکم ہوا ہوگا اسواسطے کہ اسوقت وہی قبور تھے پھر علت عبادت تھی یا کوئی دوسرا امر پھر اسکی تعیین کہ وہ کتنا بلند ہونے پر برابر کردی جائے غیر مذکور پھر کس شے کے برابر کردی جاے یہ بھی مجہول ارشاد ہوا ہی و لا مشرفاً الا سویتہ نہ کوئی قبر بلند پاؤن مین مگر یہ کہ اسکو برابر کردو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قبر مشرف سے مراد وہی قبر ہے جسکو حد سے متجاوز بلند کیا ہو ورنہ چاہیئے تھا کہ آنحضرت کے مزار کو بھی زمین کے ساتھ ملادیتے یہ امر ظاہر ہی اس حدیث کو جمہور اہل سنت نے غیر قابل احتجاج سمجھا اور یہ مسلک صرف بعض کا ہی اسواسطے کہ یہ تمامتر احادیث و افعال کے خلاف ہی خود آنحضرت کے روبرو حضرت بلال نے قبر حضرت ابراہیم کو بنایا اور اسپر پانی ڈالا اس سے ظاہر ہے قبر بنانیکا جواز نکلتا ہے اگرچہ پختہ قبر کرنا بھی مکروہ تنزیہی ہی جیسا کہ نہی اسکے بارہ مین وارد ہوئی ہی مگر نشان قبر نہ مٹنے کے خیال سے خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کے مزار پر پتھر رکھا تھا وہ اسقدر بڑا تھا کہ جن صاحب کو حکم دیا گیا اُنسے اُٹھ نہ سکا تو خود اُٹھا یہین مدد دی بس ت

پختہ قبر بننے کے جواز پر دلیل لائی جاتی ہے اور وہ حدیث جسمیں نہی ہے یا نہی تنزیہی پر محمول ہوگی یا نسخ پر کیونکہ پہلے زیارت قبور کی بھی ممانعت تھی جب اس کا جواز ہوا تو قبر کا قائم رہنا بھی جائز ہوگا۔

قبر پر کتابت اگرچہ کی بھی نہی ہوئی ہے امام ابو حنیفہ اسی پتھر والی حدیث سے اسکے جواز کا حکم دیتے ہیں کیونکہ مقصود شارع نشان قبر کا قائم رکھنا ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء نے زمین کی کمزوری کے باعث پختہ کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض نے تو تابوت کا اور وہ بھی لوہے کا ہو تو اسکی بھی اجازت دیدی ہے اور علت نہی کو بھی مختلف ظاہر کیا ہے۔ بعض نے بلندی کی بھی کوئی حد نہیں رکھی ہے۔ خصوصاً اہل شرف کے لیے اور واقعہ یوں ہے کہ کوئی دلیل حرمت یا کراہت تحریمی پر قائم نہیں ہے حتی کہ رفع قبر میں تو شوکانی صاحب کو بھی کہنا پڑا کہ تحریم اسکی ظنی ہے اسوجہ سے سکوت جائز ہے۔ پھر اسکے انہدام کی کیا وجہ ہے۔

الحاصل آپ سمجھ لیں کہ ہم قبروں کی توہین کو مثل زندوں کی توہین کے سمجھتے ہیں۔ اسکو کوئی معمولی امر نہیں سمجھتے۔

قبوں کی حرمت پر ایک نظر

از جناب مولانا محمد عنایت اللہ صاحب افسر مدرس مدرسہ عالیہ مسجد لکھنؤ

اخبار ہمدرد مورخہ ۳۰-اگست ۱۹۲۵ء مین ایک مضمون مزارات پر قبون وغیرہ بنوانے کے متعلق عدم جواز کا نظر سے گذرا میرا خود پہلے سے بھی خیال تھا کہ قبون اور پختہ قبرون کے جواز و عدم جواز کے متعلق ایک مضمون لکھون مگر دیگر مشاغل کی وجہ سے اس ارادہ کو پورا نہ کرسکا کہ ہمدرد کے اس مضمون نے میرے ارادہ کو پختہ کردیا خاصکر مولانا محمد علی صاحب کی خواہش نے اور زائد اس امر کی جانب توجہ دلائی۔ ہمدرد کے مضمون نگار مولانا عبدالحی صاحب فاروقی پروفیسر جامعہ ملیہ ہین مولانا موصوف نے شروع مضمون مین یہ تسلیم کیا ہے کہ قرآن پاک مین قبون و مزارات وغیرہ کے احکام موجود نہین ہین اور ایک آیت جس سے جواز ثابت ہوتا ہے وہ بقول ابن کثیر و آلوسی لائق احتجاج نہین ہے اسکے بعد مولانا نے احادیث و فقہ سے عدم جواز ثابت کیا ہے۔

ہم اپنے مضمون مین سردست یہی ثابت کرنا چاہتے ہین کہ قرآن حدیث و اجماع امت (فقہ) و قیاس کسی سے بھی قبون اور مزارات کو زمین سے بلند کرنے اور اُنکے پاس مسجدین بنوانے کی حرمت تو کیا کراہت تحریمی بھی ثابت نہین ہوتی پس اُنکو منہدم کرا دینے اور برباد کردینے کی کوئی علت موجبہ نہین ہے۔ بلکہ خوف فتنہ بین المسلمین و شائبہ اہانت قبور کی وجہ سے قبور و قبون کے انہدام سے باز ہی رہنا شیوۂ ہمدردان اسلام ہونا چاہیے۔

اولاً ہم مولانا کو یہ امر بتانا چاہتے ہین کہ قرآن کی جو آیت مولانا نے تحریر فرمائی ہے یعنی

فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم بہم قال الذین غلبوا علے امرہم لنتخذن علیہم مسجداً۔

دوسرا احتمال آپکے اقرار کے بموجب مدعی کے خلاف ہے اور ابن کثیر اور رحال کے علاوہ آلوسی کی عبارتین قرآن کا مقابلہ کرنے کے لیے کافی نہین ہوسکتی ہین اور بقول مولانا محمد علی کے قرآن کا مقابلہ تو حدیث متواتر بھی نہین کرسکتی چہ جائیکہ مفسرین کی عبارتین اور ایک غیر مشہور حنبلی کے اقوال اسکے علاوہ آلوسی کی عبارتون سے احتجاج ویسا ہی ہے کہ خود ابن عبد الوہاب کے اقوال سے احتجاج کیا جائے کون نہین جانتا کہ آلوسی اور نواب صدیق حسن خان اسقدر ہمخیال تھے کہ آلوسی کی تفسیر نوابصاحب مرحوم نے طبع کرائی۔ آلوسی زادہ نواب صاحب مرحوم کے تلامذہ مین سے تھے ابن تیمیہ و ابن قیم کے مقلد جامد تھے انکے اقوال سے استناد بلا کسی دوسری دلیل کے کیسے لائق اعتبار ہوسکتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر آلوسی کے اقوال پر ہم بھروسہ کرین تو خود مولانا فاروقی ہی کے اقوال پر کیون نہ بھروسہ کیا جائے عراق تک شد رحال کی کیا ضرورت ہے رہا ابن کثیر کا قول تو وہ ظاہر قرآن کے مقابل ہے اور شہاب خفاجی (جھنون نے اسی آیت سے جواز تعمیر نکالا ہے) اون کا قول ظاہر قرآن کے موافق ہے پس ہمکو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ہم کیون نہ کہین کہ ظاہر قرآن خفاجی کے ساتھ ہے اور جبتک اسکے مقابل کوئی دلیل نہ ہو کسی طرح اسکی تردید نہین ہوسکتی۔ علاوہ اسکے ابن کثیر نے جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ اس آیت سے کوئی تعلق نہین رکھتین آپ خیال فرماوین کہ قبور کو مسجد بنانا

اور قبروں کے قریب مسجد بنانا دونوں میں کتنا عظیم فرق ہے قرآن میں جس واقعہ کا ذکر ہے اسکے متعلق تمام مفسرین ذکر کرتے ہیں کہ مسجد یا باب کہف پر یا کہیں قریب بنائی گئی تھی اور یہاں احادیث میں جو چیز رد کی گئی ہے وہ نفس قبر کو سجدہ گاہ بنانا ہے۔ قرب اور جوار کی ممانعت اس سے ثابت نہیں ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ قرآن مولانا فاروقی کی کسی طرح تائید نہیں کرتا جسکا خود مولانا نے اعتراف بھی کیا ہے بلکہ بظاہر مخالفت کرتا ہے اب احادیث کو دیکھیں تو مولانا نے جن احادیث کا تذکرہ کیا ہے در اصل وہ دو حدیثیں ہیں جنمیں سے ایک حدیث جسکو اکثر محدثین نے اپنی سندوں سے مختلف الفاظ سے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھوں نے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا (الحدیث۔)

دوسری حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے جسکا ترجمہ مولانا نے حسب ذیل کیا ہے۔

کیا تمھیں نہ روانہ کروں اس کام کیلئے جس کام کیلئے رسول اللہ صلعم نے مجھے روانہ کیا تھا آپنے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں کوئی اونچی قبر نہ چھوڑوں مگر یہ کہ اسکو برابر کر دوں اور نہ کوئی تصویر مگر یہ کہ اسکو مٹا دوں۔ پہلی حدیث مختلف الفاظ سے مروی ہے جن سب میں صرف قبروں کو سجدہ گاہ بنانیکی ممانعت مروی ہے ان احادیث کو تحریر فرما کر مولانا تحریر فرماتے ہیں کتاب و سنت کی یہ تصریحات بہانگ دہل اس حقیقت کا اعلان کر رہے ہیں کہ قبروں پر مسجدیں بنانا انکی تعمیر کرنا وہاں جا کر یمن و برکت حاصل کرنیکے لیے نماز پڑھنا اور انکے لیے اوقاف مقرر کرنا مطلقاً ناجائز اور حرام ہے شریعت اسلام کو ان چیزوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان عمارتوں کا گرانا در اصل شریعت اسلام کا ایک بہترین فرض ادا کرنا ہے۔ مولانا نے اس عبارت میں دعویٰ کیا ہے

کہ اوپر کے مذکورہ آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے حسب ذیل دعوے ثابت ہو گئے۔ قبروں پر مسجد بنانا حرام ہے۔ قبہ تعمیر کرنا حرام ہے۔ وہاں جا کر برکت حاصل کرنیکے لیے نماز پڑھنا حرام ہے۔ اُنکے اوقات مقرر کرنا حرام ہے۔ اُن عمارتوں کا گرانا اہم ترین فرض ادا کرنا ہے"

یہ مولنا کے پانچ دعوی ہیں اور مولانا کا خیال ہے کہ مذکورہ آیات احادیث سے یہ سب ثابت ہو گئے مولانا خود انصاف فرمالیں کہ آپنے اپنے دعوے کے موافق میں ایک آیت نصف آیت ایک لفظ بھی قرآن شریف کا کہیں اوپر ذکر کیا جس سے آپکے مذکورہ پانچوں دعووں میں سے ایک دعوے بھی ثابت ہو سکے ہمنے ہمدردی سے اوپر کا ایک ایک لفظ پڑھا ہے۔ ہمکو تو کہیں بھی کوئی لفظ قرآن شریف کا جو آپنے اپنے دعوے کے ثبوت میں لکھا ہو نہیں ملا۔ مضمون بھر میں صرف ایک آیت ذکر کیگئی ہے اور وہ صرف یہ دکھلانے کے لیے کہ اس آیت سے قبہ غیرہ کا جواز ثابت کرنا درست نہیں ہے۔ اس کا کوئی تعلق مولانا کے دعونکے ثبوت سے نہیں ہے۔ جسکو صرف مولانا نے بھی صرف رد کرنیکے لیے ذکر کیا ہے اگر اُسی سے مولانا کا دعوی ثابت ہے تو مولانا نے خود ہی اسکی تردید کر دی ہے تو کیا خود ہی اپنے دعوی کو رد فرمایا ہے۔ اسکے علاوہ تو کوئی آیت مضمون بھر میں مذکور نہیں ہے۔ اب احادیث کو دیکھیے اسمیں سے سوا ایک کے اور سب احادیث میں قبروں کو مسجد بنانیکی ممانعت مروی ہے مولانا نے خود مسجد کا ترجمہ سجدہ گاہ کیا ہے ظاہر ہے کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانا اور چیز ہے اور قبروں کے قریب اُس سے ہٹ کر مسجد بنانا اور چیز ہے اور قبہ تو بالکل علیحدہ شے ہے اگر حدیث میں قبر کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت ہے تو اُسکا قبہ سے کیا تعلق ہے زائد سے زائد جو ان احادیث سے ثابت ہو سکتا ہے

وہ یہ کہ قبر کو سجدہ نہ کرنا چاہیے۔ اب مولنا ہی بتائیں کہ قبہ کے بنانے سے اسکا کیا تعلق ہے
اور آپکے دعوون سے تو ذرا بھی اسکا تعلق نہیں ہے۔ مولنا کی خدمت مین یہ بھی گذارش ہے
کہ کسی چیز کا حرام ہونا احادیث احاد سے ثابت نہین ہوتا۔ بلکہ اگر مولنا ہی کے گذارش کے
قرآن پاک کی آیت سے ہم استدلال کرین اور آپکے ان پانچون دعوون کے مقابل اسی آیت سے
استدلال کرین تو غالباً مولانا کو مفسرین کے کمزور اور غیر معتبر اقوال کے دامن مین پناہ
لینے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا اور مولنا کے پیش کردہ احادیث احاد بھی اگر بفرض وہ آپکے
مدعٰی کے موافق بھی ہون تو قرآن کی آیت کے مقابل نہ ہوسکین گی (دیکھو مولانا
محمد علی کا مضمون قتل مرتد کے بارہ مین) دوسری حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے
جسکا تعلق قبر کو اونچا کرنے سے ہے قبون وغیرہ سے اُس کا کوئی تعلق نہین ہے جیسا
کہ آپکے ترجمہ سے خود ظاہر ہے۔

اصل یہ ہے کہ حنفیہ اور شافعیہ مین بحث یہ ہے کہ آیا قبر کو گاؤدم ہونا چاہیے اونٹ کے کوہان
کے مانند یا مسطح ہونا چاہیے حنفیہ پہلے کو اور شافعیہ دوسرے کو مسنون بتاتے ہین اور ہر ایک
اپنی موافقت مین دلائل حدیث سے پیش کرتے ہین حنفیہ چند احادیث جو اپنے استدلال
مین پیش کرتے ہین اُنمین سے بعض حسب ذیل ہین۔

۱۔ عن سفیان التمار انہ رای قبر النبی سفیان تمار سے مروی ہے کہ اُنھون نے حضور انور کی
صلے اللہ علیہ وسلم مسنماً (بخاری) قبر شریف ابھری ہوئی کوہان شتر کیطرح دیکھی
۲۔ عن ابراھیم قال اخبرنی من رای ابراہیم کہتے ہین کہ مجھ سے اس شخص نے جسنے

قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقبر ابی بکر و عمر فاشرنۃ من الارض وعلیہا فلق من مدر ابیض (امام محمد)

حضور انور اور شیخین کے مزار مبارک کیلئے یہ بیان کیا ہے کہ یہ قبور زمین سے کچھ تھوڑا ابھری ہوئی تھا اور اوپر سفیدی چھوٹی مٹی کی تھی۔

۳۔ عن جابر قال سئلت ثلثۃ کلھم لہ فی قبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اب اباجعفر محمد بن علی و سئلت قاسم بن محمد و سئلت سالم بن عبد اللہ اخبرونی عن قبور آبائکم فی بیت عائشۃ وکلھم قالوا انھا مسنمۃ (ابن شاھین)

حضرت جابر سے مروی ہے کہ انھون نے فرمایا کہ مین نے تین شخصون سے سوال کیا جنمین سے ہر ایک کے باپ کی قبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس تھی یعنے ابوجعفر محمد بن علی اور قاسم بن محمد اور سالم بن عبد اللہ سے مینے سوال کیا کہ تم لوگون کے باپون کی قبرین حضرت عائشہ کے حجرہ مین کسطرح بنی ہوئی ہین

[illegible]

۴۔ قال القاری السنۃ ان یعلم القبر و ان یرفع شبرا کقبرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کما رواہ ابن حبان فی صحیحہ۔

ملا علی قاری کہتے ہین کہ سنت یہ ہے کہ قبر کا نشان ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کیطرح ایک بالشت بلند ہو جیسا کہ ابن حبان نے اپنی صحیح مین لکھا ہے۔

اسکے علاوہ دوسری احادیث بھی حنفیہ کی موئد ہین اور شافعیہ اسی حدیث سے جو مولانا نے تحریر فرمائی ہے تربیع اور تسطیح قبر پر استدلال کرتے ہین حنفیہ جواب مین کہتے ہین کہ اس حدیث سے ممانعت ایک بالشت سے زائد قبر بلند کرنیکی ہے ایک بالشت سے کم بلند کرنیکی ممانعت کیسے ہوسکتی ہے باوجودیکہ خود حضور انور کا مزار مبارک زمین سے بلند تھا

اور اگر حضرت علی اور دیگر اصحاب کبار اُسکو بُرا سمجھتے تو ضرور روکتے بلکہ اسکے بخلاف خود حضرت علی
کے متعلق مروی ہی کہ قبر سے ٹیک لگائے ہوے بیٹھے تھے تو ظاہر ہے کہ اگر قبر بلند نہ تھی تو تکیہ کیسے
لگائے تھے۔ اس ہمارے بیان سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کا تعلق کسی طرح قبا اور عمارت
ماحول القبر سے محدثین کے نزدیک نہین ہی۔ اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جاے کہ اسمین ممانعت
قبہ کی ہی تو جیسا ن کہین قبر کی تربیع سے (زمین دوز) منع کیا گیا ہو تو کیا آپکے خیال
مین اس جگہ پر قبہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسکے بعد ہم نہین سمجھ سکتے کہ مولانا نے
اوپر کون آیت یا حدیث تحریر فرمائی ہی جس سے اُنکے کسی دعوی کا ثبوت بھی ہو سکے۔ خود
بھی براہ کرم مولانا اپنے پانچون دعوون اور مذکورۂ بالا احادیث کو دیکھین اور ہمین مطلع
فرمائین کہ محل استدلال کون لفظ ہی۔ خیال رہے کہ محض احتمالات اور وہ بھی خلاف ظاہر
سے حرمت تو کجا کراہت بھی ثابت ہونا ضروری نہین ہوتا اسکے بعد مولانا نے دو چار
پرچہ بھر دین فقہا کی عبارتین پیش کی ہین اُنکا مفصل جواب آگے آتا ہے۔ لیکن
ایکامر ضروری یہان پر گذارش کر دینا ہے کہ اختلاف فقہا کی صورت مین کسی امر کا
قطعی الحرمت ہونا کسی طرح پر لائق تسلیم نہین ہی اور خاصکر جبکہ سلف سے لیکر خلف تک
کسی بات پر عمل کرتے چلے آئین تو وہ عند الفقہا حرام نہین رہ سکتا۔ علیہ العمل وعلیہ
عمل مشائخنا علیہ عمل القوم علامات فتوی سے ہین۔

جب آپ فقہا کے مسالک سے بحث کیجئیگا تو آپکو لازم ہی کہ اُنکے اصول پر بحث کیجیے۔
توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ درست نہین ہی مولانا نے سب سے پہلے جو عبارت

لکھی ہے وہ مدونۃ الکبریٰ کی ہے جسکو امام مالک کی تصنیف فرمایا ہے ہمکو حیرت ہے کہ المدونۃ الکبریٰ کن امام مالک کی تصنیف ہے آیا یہی امام مالک جو مشہور صاحب مذہب ہین یا کوئی اور امام مالک آجتک تو امام مالک کی تصانیف مین سے سوائے موطا کے اور کسی کا پتہ نہین ملا تھا مگر شکر ہے کہ مولانا کے ذریعہ سے ایک اور تصنیف امام مالک کی معلوم ہو گئی ہم مولانا کی نیت پر حملہ نہین کرتے البتہ اتنا ضرور کہتے ہین کہ چاہے بلا ارادہ ہو مگر عبدالرحمن ابن قاسم کی تصنیف کو امام مالک کیجانب منسوب کرنا صحیح طریقہ اثبات مدعی کا نہین ہے۔

امام شافعی کی کتاب الام کی عبارت مین لفظ احب موجود ہے انہین سے کوئی ایک عبارت بھی تو یہ نہین بتاتی کہ قبہ بنانا مسجدین قبور صالحین مین بنانا وغیرہ وغیرہ مولانا کے چار امور مین سے کوئی بھی حرام ہے۔ کراہت اور چیز ہے حرمت اور شے اکراہت سے حرمت لازم نہین آتی ہماری سمجھ سے یہ امر باہر ہے کہ مولانا نے در مختار کی عبارت کا وہ حصہ کیون چھوڑ دیا جسمین صراحتاً جواز بنا مصنف نے بیان کی ہے پوری عبارت حسب ذیل ہے۔

ولا یرفع علیہ بناء وقیل اسپر کوئی تعمیر بلند نہ کیجاے اور یہی کہا گیا ہے لاباس بہ وھو المختار۔ کہ اسمین کوئی حرج نہین اور یہی مختار ہے مولانا انصاف فرمائین کہ اُس عبارت کو چھوڑ دینا جو اُنکے خلاف تھی اور جسکے متعلق علامت فتوےٰ بھی درج ہے کسقدر زبردستی ہے۔ مولانا کو اختیار تھا صاحب مختار کی پوری عبارت تحریر فرماکر اُسکی تردید کر دیتے مگر یہ طریقہ تو کسی طرح مناسب نہین ہے

کہ اپنے موافق عبارت کا پہلا حصہ ذکر کر دیا جاے اور بعد کا جو اپنے خلاف ہو اسکو چھوڑ دیا جاے یہ تو بعینہ لا تقربوا الصلوٰۃ کا معاملہ ہے اس سے بھی زائد ہمکو تعجب ہے کہ مولانا نے جب در مختار ملاحظہ فرمائی تو اُسی کے ساتھ اُسکا حاشیہ تکلیف اُٹھا کر کیون نہ ملاحظہ فرمایا جسمین صاف طور سے لکھا ہے کہ اہت کے قول کے بعد

وفی الاحکام عن جامع الفتاویٰ وقیل	اور جامع الفتاوی کے احکام مین منقول ہے یہ بھی کہا گیا ہے
لا یکرہ البناء اذا کان المیت من	کہ قبر پر تعمیر کرنا مکروہ نہین اگر صاحب قبر
المشائخ والعلماء والسادات۔	علما اور بزرگون مین سے ہو۔

مولانا ہمین معاف فرمائینگے اس قسم کی عبارتون مین تصرفات بعض بہت زائد بدگمانیان پیدا کرا دیتی ہین اسی طرح مولٰنا نے نہایہ اور شرح مختصر کی عبارت کا بیچ کا حصہ ذکر نہین فرمایا جس سے پوری طرح مطلب واضح ہوتا یہ عبارتین جنکو ذیل مولانا نے تحریر کی ہین۔

هدم البناء وجوبا بحرمتہ لما فیہ من التضییق علی الناس (نہایۃ المحتاج)

فظاهرہ هذہ التحریم ولوکان مکروھا لنفذت الوصیۃ (شرح مختصر)

ہمکو افسوس ہے کہ دونون کتابین ہمارے پاس نہین ہین ورنہ ہم پوری عبارت کے ساتھ جسکے بیچ کے حصہ کو مولانا نے حذف کر دیا ہے ملا کر پڑھتے اور معلوم کرتے کہ آیا در مختار کی عبارت کیطرح کہین یہان بھی تو تصرف نہین ہوا اور یہ کہ انکا کیا مطلب ہے مگر پھر بھی اس سے قطع نظر مولانا کو ہم بتانا چاہتے ہین کہ ان دونون بیچ ہر شخص نے صاف طور پر صراحتًا اسی کتاب مین جیسا کہ آپنے خود تحریر فرمایا ہے کراہت لکھی ہے اور شرح مختصر مین تو صاف صاف ذکر کر دیا ہے

لکھکر یہ بتایا ہے کہ اگر کسی شخص نے وصیت کی ہو کہ مرنیکے بعد قبر پر گھر بنادیا جائے تو یہ وصیت پوری نہین کیجائیگی شارح کہتے ہین کہ اس سے تو بظاہر حرمت معلوم ہوتی ہے مولانا بتائین کہ اسمین شارح کا تردد معلوم ہوتا ہے یا اسکی قطعی رائے یہانپر مولانا نے عبارت کا ترجمہ اس طور پر کیا ہے کہ ہم اسکو کسی طرح بھی صحیح نہین کہہ سکتے اور مولانا کی نیک نیتی پر چونکہ حملہ کرنا مقصود نہین ہے لہذا عجلت پر محمول کرتے ہین یہ ترجمہ کی غلطی کچھ اسی عبارت مین نہین ہے بلکہ اوپر کی عبارت مین بھی ہے اور اس غلط ترجمہ کا یہی نتیجہ ہے کہ مولانا نے نتیجہ نکالنے مین غلطی کی ہے عبارت حسب ذیل مولانا نے لکھی ہے (جو خود بھی غلط اور ٹکڑے ٹکڑے ہے)

فیمن اوصی ان یبنی علی قبرہ بیتا فظاہرہ
ھذہ التحریم دلو کان مکروھا لنفذت الوصیۃ

ترجمہ مولانا نے یہ کیا ہے ایک شخص وصیت کرتا ہے کہ اسکی قبر پر ایک عمارت بنائی جائے تو اسکی وصیت نافذ ہوگی کیونکہ قبر و نیز عمارت بنانا حرام ہے مولانا انصاف فرمائین کہ آیا اس عبارت کا ترجمہ یہی ہوا جو انھون نے تحریر فرمایا ہے کیا بیت کا ترجمہ عمارت ہے کیا ہاین نظاہرہ التحریم بیکار الفاظ ہین کیا عدم نفاذ وصیت خود شارح کا قول ہے اور اسکا فتوی ہے اب مولانا مجھسے سنین کہ اس عبارت کا کیا مطلب ہے گو میرے پاس کتاب موجود نہین ہے پھر بھی جو مین لکھتا غالبًا وہی کتاب کا مطلب ہوگا براہ کرم پھر جناب ملاحظہ فرمادین مطلب یہ ہے اوپر شارح نے بناء علی القبور اور بقول کے پکے احاطہ کھینچنے کو مکروہ لکھا ہے۔ اسکے بعد شارح لکھتے ہین کہ

مصنف یا کسی اور عالم نے بیت بنانے کی وصیت کے عدم نفاذ کا فتویٰ دیا ہے۔ اس سے بظاہر
حرمت معلوم ہوتی ہے حالانکہ اوپر کراہت مذکور ہے پس عبارت سے یا تو مصنف پر اعتراض کرنا مقصود ہے
یا تردد ظاہر کرنا اسکے بعد یہ بھی گذارش ہے کہ قبر پر گھر بنانے کے عدم جواز سے قبہ کا عدم جواز ثابت
نہیں ہوتا ممکن ہے کہ گھر کا عدم جواز اس حدیث سے ماخوذ ہو جسمیں گھر میں قبر بنانے کی ممانعت
حرج نماز وغیرہ کیوجہ سے مذکور ہوئی ہے اس سے بھی قبہ کا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں
یادش بخیر ابن تیمیہ کی عبارت سے نہیں معلوم مولٰنا نے کیا ثابت کرنا چاہا ہے اول تو ابن تیمیہ
کی عبارت سے استناد اُسیطرح پر ہے جیسے بطرس کی عبارتوں سے آپ تثلیث نقل کریں اور
ہمکو الزام دیں آپ ہی فرمائیے کہ اگر آپ اسیطرح عیسائیوں کے اقوال نقل کرنا شروع کردیں
تو کیا وہ ہم پر حجت ہو جائینگے۔ دوسرے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ابن تیمیہ کی عبارت سے
یہ کہاں ثابت ہوا کہ مطلقاً اونچی قبر بنانا اور اسکے پاس قبہ بنانا حرام ہے۔ اور انکا ہدم واجب ہے
بیشک وہ امور جو مذکور ہیں ممکن ہے کہ انکی حرمت پر آپ استدلال اس عبارت سے کرسکیں
لیکن اُنکی وجہ سے قبوں کی حرمت ابن تیمیہ کے کلام سے ثابت نہیں۔ بقیہ عبارات فقہا جو
مولانا نے لکھی ہیں وہ مولانا کے مدعاے حرمت کو ثابت کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ بحر الرائق میں
صراحتاً جیسا کہ آپنے ذکر کیا ہے کراہت بناء کی بیان کیگئی ہے اور اگر کراہت ثابت ہو جاے
تو بھی آپکے مدعی کو مفید نہیں ہے کیونکہ آپ حرمت کے قائل ہیں اور اُسی کا دعویٰ بھی فرمایا ہے
کراہت کے ثبوت سے آپ کوئی فائدہ نہیں حاصل کرسکتے غرضکہ ہمارا خیال ہے کہ مولانا نے
اپنے مضمون میں کوئی دلیل بھی اپنے چاروں دعووں میں سے کسی کے ثبوت کی نہیں دی ہے۔

اور جو کچھ ثابت بھی کر سکے وہ صرف کراہت۔ لیکن اسی کے بالمقابل نہ صرف فقہا بلکہ سلف بلکہ زمانۂ صحابہ مین خیام فسطاط (قبہ) اور دیوارین اور چھت قبرون پر بنائی گئین اور علما نے اسپر سکوت کیا یا کم از کم علما نے اسکے متعلق انکار شدید نہین کیا ظاہر ہے کہ ایسے مختلف فیہ امور بارے مین خاصکر جبکہ خلاف بھی کراہت و جواز بلا کراہت کا ہو ابن سعود کا ایسا فعل کرنا جس سے اہانت مسلمین بلکہ خود اہانت سید المرسلین کی نہ صرف ہماری نظر و نمین بلکہ تمام کفار و مشرکین کی نظرونمین متصور ہو بلکہ پھر یہ بھی مظنہ ہو کہ کفار انھین افعال کو سند پکڑ کے تمام قبور بلکہ سید القبور کے ساتھ ارادۂ فاسد کر سکینگے اور کم از کم تمام اہل اسلام مین ایسا فتنہ رونما ہونیکا اندیشہ ہو جسکا انسداد بھی نہ ہو سکتا ہو کسطرح جائز ہو سکتا ہے اب ہم وہ عبارتین آخر مین تحریر کرتے ہین جنسے مولانا کے مدعی کے خلاف بھی روشنی پڑتی ہے۔

ولما مات الحسن بن علی ضربت امرأته القبة علی قبره ثم دفعت فسمعت صائحاً یقول الا هل وجد وا ما فقد وا الی آخر الحدیث (بخاری) حضرت امام حسن کی وفات کے بعد انکی زوجہ نے آپکی قبر پر قبہ قائم کیا پھر تھوڑے زمانہ کے بعد اسکو اٹھا دیا پس ایک آواز سنائی دی کہ کیا انھون نے اپنی گمشدہ چیز پالی۔

وضرب عمر رضی اللہ عنہ علی قبر زینب بنت جحش و قال ابن التین فمن کرہ ضربہ علی قبر الرجل ابن عمر و ابو سعید و ابن المسیب حضرت عمر نے حضرت ام المومنین زینب بنت جحش کی قبر پر فسطاس بنایا۔ ابن تین نے کہا کہ جن لوگون نے مرد کی قبر پر قبہ خیمہ قائم کرنا منع کیا ہے ان مین ابن عمر اور ابو سعید اور ابن مسیب ہین

وضربت عائشة علی قبر اخیها فنزعه ابن عمر حضرت عائشہ نے اپنے بھائی کی قبر پر قبہ قائم کیا تو ابن عمر نے اسکو ہٹا دیا

وضربه محمد بن حنفیة علی قبر ابن عباس اور محمد بن حنفیہ نے ابن عباس کی قبر پر قبہ قائم کیا (تمتہ آئندہ)

عن عروة بن زبير لما سقط عليهم الحائط في	عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ جب ان مزارات پر ولید بن
زمان الوليد بن عبد الملك اخذوا في بنائه (بخاری)	عبد الملک کے زمانہ میں دیوار گر پڑی تو اسکی پھر تعمیر شروع ہوئی (بخاری)
قال عمر بن دینار وعبيد الله بن ابي يزيد لم	عمر بن دینار اور عبید اللہ بن ابی زید راوی ہیں
يكن على عهد النبي صلى الله عليه وسلم على بيت	کہ حضور کے عہد مبارک میں حضور کے کسی حجرہ میں
النبي صلى الله عليه وسلم حائط فكان اول من	دیوار نہ تھی تو سب سے پہلے اسکی دیوار حضرت عمر نے
بنى عليه جدارا عمر بن الخطاب قال عبيد الله	بنوائی عبید اللہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ دیوار چھوٹی
كان الجدار قصيرا ثم بناه عبد الله بن زبير (عینی)	تھی پھر عبد اللہ بن زبیر نے اسکو بنوایا (عینی)
وقد اباح السلف البناء على قبر المشائخ والعلماء	اگلے بزرگوں نے مشائخ اور مشہور علمائی قبروں
المشهورين ليزورهم الناس ويستريحوا	پر قبہ وغیرہ بنوانا جائز رکھا ہے تاکہ لوگ انکی
بالجلوس فيه (ملا علی قاری شرح مشکوة)	زیارت کر سکیں اور آرام وہاں بیٹھ سکیں۔
عن المعرور بن سويد قال كنت مع عمر بين	معرور بن سوید راوی ہیں کہ میں حضرت عمر کے
مكة والمدينة فصلى بنا الفجر ثم رأى اقواما	ساتھ مکہ اور مدینہ کے راستہ میں تھا تو آپ نے
ينزلون فيصلون في مسجد فسأل عنهم فقالوا	فجر کی نماز پڑھائی پھر آپنے لوگوں کو دیکھا کہ
مسجد صلى فيه النبي صلى الله عليه وسلم فقال	اترتے ہیں اور ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہیں
انما هلك من قبلكم انهم اتخذوا آثار انبيائهم	تو آپنے اسکی وجہ دریافت کی لوگوں نے کہا کہ
بيعا من مر بشيء من هذه المساجد فحضرت	یہ وہ مسجد ہے جسمیں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے
الصلوة فليصل والا فليمض (عب / كنز العمال)	نماز پڑھی ہے حضرت نے کہا تمہارے قبل کی امتیں

رأيت سالم بن عبد الله يتحرى اماكن من
الطريق فيصلي فيها ويحدث ان اباه كان يصلي
فيها وانه رای النبی صلى الله عليه وسلم
يصلي فی تلك الامكنة وحدثنی نافع عن ابن عمر
رضی الله عنهما انه كان يصلي فی تلك الامكنة (بخاری شریف)
مات الحكم بن ابی العاص فی خلافة عثمان فضرب علی قبره
فسطاط يوم صائف فتكلم الناس فی ذلك فقال
عثمان رضی الله عنه قد ضرب فی عهد عمر على زينب بنت
جحش فسطاط فعل لم يعيبه عائب ذلك (اصابہ)

قال البيضاوی لما كانت اليهود والنصارى
يسجدون لقبور الانبياء تعظيما لشانهم ويجعلونها
قبلة يتوجهون فی الصلوة نحوها واتخذوا
اوثانا لعنهم النبی صلى الله عليه وسلم ومنع المسلمين عن
مثل ذلك فاما من اتخذ مسجدا فی جوار صالح
وقصد التبرك بالقرب منه لا التعظيم له
ولا التوجه نحوه فلا يدخل فی ذلك
الوعيد (علامہ عسقلانی)

اسو جہ سے پاک ہو گئی ہیں کہ انہوں نے اپنے انبیا کے نشانات پر کنائس
تعمیر کر لیے تھے تم میں سے جو شخص ان مساجد میں آئے اور نماز کا
وقت آئے تو انہیں نماز پڑھ لے ورنہ چلا جاوے (عبد الرزاق)
میں نے سالم بن عبد اللہ کو دیکھا کہ راستہ میں چند جگہوں میں قصداً نماز
پڑھتے اور کہتے کہ میں نے انکے باپ نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے
(یعنی حضرت ابن عمرؓ) کہ انہوں نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کو یہاں پہ نماز پڑھتے دیکھا تھا اور نافع سے بھی یہی مروی ہے (بخاری)
حکم بن ابی العاص خلافت عثمان کے وقت میں مرے تو انکی قبر پر خیمہ لگایا
گیا سخت گرمی میں پس اس پر لوگوں نے اعتراض کیا پس حضرت عثمانؓ نے ...

بیضاوی کہتے ہیں چونکہ یہود اور نصاری اپنے انبیا کے قبور کا
انکی عظمت کرتے ہوئے سجدہ کرتے تھے اور اپنا قبلہ صلاتی بناتے تھے
اور ان سے قبر کو بت بنا لیا تھا اسی لیے نبی صلعم نے لعنت
بھیجی اور مسلمانوں کو ایسے امور سے آپنے روکا لیکن جوار
صلحا میں جسنے مسجد بنائی محض انکے قبور کے قرب سے
برکت حاصل کرنے کے لیے اور بلا لحاظ انکی تعظیم کے بغیر اس
جانب توجہ کے تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے

(عسقلانی)

مولانا کے مضمون کے متعلق تو ہم صرف اسی قدر لکھنا چاہتے ہین البتہ ایک امر زیادتی
فائدہ کے واسطے ہم یہان ذکر کردینا ضروری خیال کرتے ہین - احادیث مین جہان کہین احکام
بلفظ امر آتے ہین اُنسے ہر جگہ فرضیت ہی سمجھنا ضروری نہین ہے اور اسی طرح جہان کہین
لفظ نہی وارد ہوا ہو تو اس سے حرمت ہی ہر جگہ سمجھنا ضروری نہین ہے احادیث مین
ایک نہین بلکہ دس بیس سے زائد جگہون مین لفظ نہی وارد ہوئی ہے مگر اُس سے حرمت مراد نہین ہے
بلکہ کہین کراہت تحریمی کہین کراہت عادی (تنزیہی) کہین بوجہ طبی نقصانات کے کہین
بوجہ کسی شخص خاص کی مصلحت کے لفظ نہی مروی ہوئی ہے - بعض حدیثون مین ایسا بھی
ہوا ہے کہ چند چیزون کی نہی کیگئی ہے جن مین سے بعض حرام بعض مکروہ ہین - ہم کثیر احادیث
مین سے صرف دو تین حدیثین مثال کے طور پر لکھتے ہین اور اس سے صرف یہی امر ثابت
کرنا چاہتے ہین کہ لفظ نہی سے بلا کسی دلیل کے حرمت ہی مراد لینا صحیح نہین ہے.

نہی عن الشرب فی آنیۃ الذھب والفضۃ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور چاندی
ونہی عن لبس الذھب والحریر کے برتن مین شرب سے منع فرمایا ہے اور سونے
ونہی عن جلود النمور ان یرکب علیہا۔ ونہی اور ریشم کے پہننے سے منع فرمایا ہے اور چیتے کی کھالون
عن المتعۃ ونہی عن تشئیل البناء کی زین بنانے سے منع فرمایا ہے متعہ سے منع فرمایا ہے.
نہی ان یمس الرجل ذکرہ بیمینہ وان یمشی مکان کو مضبوط و مستحکم بنانے سے منع کیا ہے - مس ذکر بیمینہ سے
فی نعل واحد نہی عن ان یستقبل مرد کو منع فرمایا ہے ایک جوتہ پہنکر چلنے سے منع فرمایا ہے
القبلۃ ببول وغائط نہی عن السمر پیشاب و پاخانہ کیوقت قبلہ رو بیٹھنے اور قبلہ کیطرف پشت

قبل طلوع الشمس وعن ذبح فتی الغنم۔ کہ نبیؐ نے منع فرمایا ہے طلوع آفتاب کے قبل سودا چکانیسے اور جوان بھیڑ کے ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اسکے بعد ہم چاہتے ہین کہ قبہ اور قبر کی بحث سے گذر کر حرمین کے ساتھ جو بدسلوکیان ہوئی ہین اور خاصکر مدینہ پاک پر جو حملہ کیا گیا ہے اُسکے متعلق بھی ہم چند احادیث ذکر کر دین۔

چند احادیث حسب ذیل ہین

فمن احدث فیہا حدثاً او اوی محدثاً فعلیہ لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لایقبل منہ صرف ولا عدل (بخاری) جس شخص نے مدینہ مین فتنہ وفساد مچایا یا فتنہ کا قصد کیا اسپر اللہ اور ملائکہ اور لوگون کی لعنت ہے اور اللہ اسکے کسی نفل وفرض کو قبول نہ کریگا۔

لا یکید اھل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء (بخاری) مدینہ والون سے جو شخص فریب کرتا ہے وہ اسطرح گھلتا ہے جسطرح نمک پانی مین۔

من اراد اھل ھذہ البلدة بسوء اذابہ الله کما یذوب الملح فی الماء وله فی روایة ولا یرید احد اھل المدینة بسوء الا اذابہ الله فی النار ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء (مسلم) جو شخص مدینہ والونسے برائی کا ارادہ کرتا ہے اللہ اسکو اسطرح پگھلاتا ہے جسطرح نمک پانیمین اور دوسری روایت مین وعید اسطرح ذکر ہے اللہ اُسکو پگھلاتا ہے جسطرح رانگہ آگ مین اور نمک پانی مین۔

ایما جبار اراد فی المدینة بسوء اذلہ الله جس ظالم نے مدینہ مین برائی کا ارادہ کیا اسکو اللہ

کما یذوب الملح فی الماء (للجنید) | اسطرح پگھلائیگا جسطرح نمک پانی مین۔

اللھم اکفھم من دھمھم بباس یعنی اھل المدینۃ | ای اللہ مدینہ والونکو ان لوگونسے محفوظ رکھ جو انکو تکلیف پہنچائینگے

ولا یرید ھا احد بسوء الا اذابہ اللہ کما | اور جو انکے ساتھ برائی کا ارادہ کریگا اللہ اسکو پگھلادیگا

یذوب الملح فی الماء (للبزار) | جسطرح نمک پانی مین گھلتا ہے (بزار)

عن سعید بن المسیب ان رسول اللہ | سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اشرف علی المدینۃ | صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے ہاتھ

حتے رؤی عفرۃ ابطیہ ثم قال اللھم من | اٹھا کر دعا مانگی اور فرمایا ای اللہ جو میرا اور میرے

ارادنی واھل بلدی بسوء فعجل ھلاکہ | شہر والونکے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اسکو توجلد ہلاک کر

(لابن زبالہ) | (ابن زبالہ)

من اخاف اھل المدینۃ اخافہ اللہ یوم | جو شخص مدینہ والوں کو ڈرائیگا اللہ قیامت کے دن اسکو

القیامۃ وغضب علیہ ولم یقبل منہ صرفا | ڈرائیگا اور اپنا غضب اسپر نازل فرمائیگا اور کسی

ولا عدلا (اوسط طبرانی) | فرض ونفل کو اس شخص کے نہ قبول کرے گا۔

عن جابر ان امیرا من امراء الفتنۃ | جابر روایت کرتے ہین جب انکی بینائی جاتی

قدم المدینۃ وکان قد ذھب بصر جابر | رہی تھی اور امراء فتنہ مین کا ایک امیر مدینہ منورہ

فقیل لجابر لو تنحیت عنہ فخرج یمشی | مین آیا مجھسے کہا گیا کہ اگر مین گھر مین بیٹھ رہون

بین ابنیہ فنکب فقال تعس من اخاف | (نماز کی ادائیگی کیلئے مسجد نہ جاؤن) تو بہتر ہے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابناہ | جابر ایک روز اپنے مکان سے نکلے اور آپکے صاحبزادے

من الاعلام فتعبیرہ بقوله — کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ افضل موضع بمکۃ
وقیل ھو افضل موضع بمکۃ — بعد المسجد کا قید کی لفظ سے ماتن کا ذکر کرنا صحیح
بعد المسجد لیس فی محله — نہیں ہے۔
اذ لم یعلم خلاف فی حکمه
اس لیے کہ اس حکم میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے۔

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولد فاطمہ کی نفس تعیین زیارت گاہ ہونے اور سلف اور خلف میں سے کسی کو اس امر میں اختلاف نہیں ہے کہ یہ مقام مکہ معظمہ میں مسجد حرام کے سوا سب سے افضل ہے یہاں تک کہ ملا علی قاری ماتن کے قول قیل پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں "قیل" سے اشارہ اختلاف اور ضعف کا ہے حالانکہ محققین نے تصریح کی ہے کہ یہ جگہ قیل تضعیف اور تقلیل کے لیے نہیں ہے۔

مولد نبوی اسی کتاب میں ہے کہ مولد نبی کی زیارت مستحب ہے باوجودیکہ اس امر میں اختلاف ہے کہ وہ مقام جو جمہور کے نزدیک مولد النبی ہے وہی واقع میں مولد ہے لیکن استحباب زیارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ قول مختار یہی ہے کہ جہاں قبہ مولد بنا ہوا ہے وہی مولد النبی ہے اگرچہ بعض اختلاف کریں۔ لکھتے ہیں:

ومولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو — مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی ایک مشہور گھاٹی
فی الشعب المعروف بمکۃ علی خلاف — میں ہے اگرچہ اس کے مولد ہونے میں اختلاف ہے جیسا
فی کونه مولدہ صلی اللہ علیه — کہ میں نے احکم موالد الروحی فی مولد النبی

مسلم علی ما بینته فی مولد ارسی و مولد النبی [illegible] بیان کیا ہے۔

مولد علیؓ مولد علی کی بھی زیارت مستحبات سے ہے۔ خلفاً عن سلف برابر لوگ اسکی زیارت کرتے رہے اسکی بھی تصدیق ملا علی قاری نے کی ہے۔ اس مقام میں ایک قبہ کی مسجد بنی ہوئی ہے اور وہ نا بالغ گھر نے سے بھی رہ گئی ہے۔

دار ابی بکر الصدیق دار ابی بکر الصدیق زقاق الحجر میں ہے اس جگہ دو پتھر ہیں ایک متکلم اور دوسرا حجر متکی اسکی زیارت بھی مستحب ہے

دار ارقم اسکی بھی زیارت مستحب ہے معلوم ہوا کہ یہ بھی مسجد تھی اور منہدم کردی گئی ہے اسکے متعلق ملا علی قاری لکھتے ہیں:۔

ودار الارقم: هو مسجد [illegible] الصفا فیہ [illegible] ارقم صفا پر ایک مسجد ہے اور یہ اسلوبعد [illegible] رضی اللہ [illegible] دار ارقم [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لاکر [illegible] بہت [illegible] کی [illegible] النبی [illegible] اللہ [illegible] مکہ [illegible] اور یہیں آیت من المؤمنین [illegible] یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین نازل ہوئی

غار جبل ثور [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پوشیدہ [illegible] جہاں [illegible] ثانی اثنین اذ هما فی الغار نازل ہوئی اسکی بھی زیارت مستحب ہے [illegible]

وغار جبل ثور [illegible] فی القرآن [illegible] اور غار [illegible] ہم نے [illegible] قرآن [illegible]

وہ سوال یہ ہے!

براہ کرم آپ بتائیں کہ قبہ او روضۂ اطہر سرکار رسالت کا آپکے نزدیک ہدم اور گرا دینا اہم ترین فرض اسلامی ہے۔ یا جائز ہے یا حرام یا مکروہ اگر حرام یا مکروہ ہے تو براہ کرم دلیل حرمت یا کراہت بھی مذکور فرمائیگا۔ اور اگر آپ جائز یا فرض سمجھتے ہیں تو جواب دینا کافی ہے دلیل کی ضرورت نہیں ہے فقط

مکہ معظمہ کے مزارات اور موالد

شریعت اور فقہ اسلام کی روشنی میں

حق و باطل کا فیصلہ

(از مولوی سید اعجاز علی صاحب صاحبزادۂ اجمیر شریف)

اس عرصہ میں اکثر احباب نے زبانی متعدد بار بلکہ قریب قریب ہر ڈاک میں ایک نہ ایک خط کے ذریعہ سے ہمارے اکابر اور دیگر علمائے کرام سے مزارات اور مولد کے قبوں کے انہدام کے متعلق مذہبی فتویٰ طلب کیا ہے۔ قبروں پر عمارت کی تعمیر اور قبوں کے بنانے کے متعلق صحیح احادیث میں ممانعت کے احکام بیان کیے جاتے ہیں۔ اُنکی تفصیل کے لیے ایک مبسوط مضمون کی ضرورت ہے۔ میں سردست یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن مقامات کو

مزارات اور موالد کی حیثیت سے مقدس اور برگزیدہ اشخاص سے نسبت دی جارہی ہے۔ انکے متعلق فقہا بالعموم اور فقہائے حنفیہ بالخصوص کیا تحریر فرماتے ہیں اور پختہ اور شاندار تعمیر چاہے پانچویں صدی میں ہو یا اسکے قبل یا اسکے بعد، یا پہلے فتنۂ وہابیہ کے دفع ہونے کے بعد ہو یا اب پھر (خدا نے چاہا) اس فتنہ کے دور ہونے کے بعد ہو، اور بنانیکی کوئی غرض ہو چاہے نام ونمود ہو یا اخلاص، مطلب رضائے الٰہی ہو، مسلمانوں کی نیت کے کھوج سے قطع نظر کرکے اور حسن ظن رکھتے ہوے۔ یا بدظنی کرکے۔ بہرحال اس بارہ میں فقہاء کا قول معتبر ہے نہ کہ مورخوں کا۔

مولد فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ ہم پہلے مولد سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق از روے فقہ حکم لکھتے ہیں یہی وہ مقام ہے جسکو بیت سیدتنا خدیجہ رضی اللہ عنہا کہا جاتا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اپنے منسک میں تحریر فرماتے ہیں:۔

یستحب زیارۃ بیت سیدتنا خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا وھو الذی ولدت فیہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنھا وھو مسکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقیما فیہ حتی ھاجر منہ وھو افضل موضع بمکۃ بعد المسجد الحرام علی ما قالہ الطبرانی وغیرہ

سیدتنا خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے دولتکدہ کی زیارت کرنا مستحب ہے یہی وہ گھر ہے جسمیں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں یہ مسکن ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسمیں آپ تشریف فرما رہے یہانتک کہ اسی گھر سے ہجرت فرمائی۔ یہ گھر مقامات مکہ میں مسجد حرام کے بعد سب سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے جیسے کہ مشاہیر میں طبرانی وغیرہ نے

او احدهما یا ابت وکیف اخاف رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد مات فقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من اخاف اهل المدینة فقد اخاف ما بین جنبی (رواه ابن حبان واحمد)

آپکے دونون بیٹون مین سے کسی شخص نے انکو دہکا دیا جابر نے کہا افسوس کس شخص نے خوف دلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے دونون صاحبزادون نے یا ایک نے پوچھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو وفات پا چکے ہین انکو کس طرح خوف دلایا جا سکتا آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مدینہ والونکو ڈرایا اُسنے مجھکو ڈرایا۔

من اذی اهل المدینة اذاه الله وعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل (رواه الطبرانی فی الکبیر)

جو شخص اہل مدینہ کو تکلیف پہنچائیگا اللہ اسکو تکلیف پہونچائیگا اور اسپر خدا و ملائکہ اور لوگونکی لعنت ہے اور اللہ اُسکے کسی فرض و نفل کو نہ قبول کریگا۔

ابن زبیر مرفوعا المدینة مهاجری وفیها مضجعی ومنها مخرجی حق علی امتی حفظ جیرانی فیها من حفظ وصیتی کنت له شهیدا او شفیعا یوم القیمة ومن ضیعها اورده الله حوض الخبال قیل وما حوض الخبال یا رسول الله قال حوض من صدید اهل النار وفی سنده [illegible] من قال مجاهد

ابن زبیر مرفوعا روایت کرتے ہین مدینہ میری ہجرت گاہ ہے اور اسمین میری خوابگاہ ہوگی اور اسی سے برانگیختہ ہونگا میری امت کیلئے ضروری ہے کہ میرے ہمسایون کی حفاظت مدینہ مین کرے جو شخص میری وصیت پر عمل کریگا قیامت کے دن مین اسکا گواہ ہونگا اور جو اس وصیت کو رائگان کریگا اللہ قیامت کے دن اس شخص کو حوض خبال پر لائیگا کسی نے عرض

فلما سمعت ذلك يقول دخلت على المهدي فقال اوصني فقلت اوصيك بتقوى الله وحده والعطف على اهل بيت محمد صلى الله عليه وسلم [illegible] بغضاً [illegible] قال [illegible] من حفظ جيراني [illegible] كنت له شفيعاً وشهيداً يوم القيامة ومن لم يحفظ وصيتي في جيراني سقاه الله من طينة الخبال۔

کیا [illegible] خبال کون [illegible] کا [illegible] محمد [illegible] سلم نے کہا کہ [illegible] آپ [illegible] وصیت [illegible] کہ [illegible] وصیت [illegible] کہ [illegible] حدیث پہونچی [illegible] علیہ وسلم نے [illegible] میرے [illegible] اور [illegible] باشندے میرے ہمسایہ ہیں [illegible] میری امت کو لازم ہے [illegible] میرے ہمسایوں کی [illegible] میں سے میرے ہمسایوں کی حفاظت کی اسکی شفاعت قیامت کے دن میں کرونگا اور جو شخص میرے ہمسایوں کی حفاظت نہ کریگا [illegible] قیامت [illegible] خبال کی [illegible] کھلائیگا [illegible] عذاب کریگا۔

آخر [illegible] صاحب [illegible] ایک [illegible] چاہتے ہیں [illegible] اسکے جواب سے تسلی [illegible] شکوک دفع ہو سکینگے۔

ثانی اثنین اذ هما فی الغار — ثانی اثنین اذ هما فی الغار سے کیا گیا ہے

غار جبل حرا جبل حرا کے غار میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چلہ کشی فرماتے تھے اور آیہ اقرأ اسمین نازل ہوئی اور شق صدر بھی اسی جگہ مروی ہوا ہے اسکی بھی زیارت مستحب ہے۔

وكان صلى الله عليه وسلم يتعبد فيه معتزلا قبل الرسالة واول ما نزل عليه فيه اقرأ باسم ربك الذي خلق الآيات وقد روى ابو نعيم ان جبرائيل وميكائيل شقا صدره وغسلاه ثم قالا اقرأ باسم ربك الذي خلق وكذا روى شق صدره الشريف هنا ايضا الطيالسي والحرث في مسنديهما على ما ذكره القسطلاني في المواهب اللدنية

غار جبل حرا میں قبل مبعوث ہونیکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا عبادت فرماتے تھے اور یہیں پہلی وحی آپ پر نازل ہوئی وہ اقرأ باسم ربک الذی خلق کی آیتیں ہیں اور ابو نعیم نے روایت کی ہے کہ جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام دونوں نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا اور اسکو دھویا۔ پھر دونوں نے آپسے اقرأ باسم ربک الذی خلق پڑھنے کو کہا طیالسی اور حارث دونوں نے اپنے اپنے مسند میں اسی جگہ سینہ مبارک کے چاک کیے جانیکو روایت کیا ہے جیسا کہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں ذکر کیا ہے۔

مسجد الرایہ مسجد رایہ میں بھی نماز پڑھنا مستحب ہے اور اسکی زیارت کرنا بھی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی ہے۔ اسکو بھی ملا علی قاری نے لکھا ہے سنا جاتا ہے کہ یہ مسجد بھی منہدم کی گئی ہے۔

مسجد جن - یہ وہ مقام ہی کہ جہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنون سے ملے اور اُنھون نے آنحضرت سے قرآن سُنا اور یہ بھی احتمال ہی کہ جہان یہ مسجد بنی ہوئی تھی وہان پر عبداللہ ابن مسعود کو لیلۃ الجن مین چھوڑ دیا تھا اور اُنکے گرد ایک خط کھینچ دیا تھا کہ اس جگہ بیٹھے رہین یہان سے باہر نہ نکلین جیسا کہ ملا علی قاری نے لکھا ہی ہمین حیرت ہی کہ بعض لوگون نے مسجد جن کی بے اعتباری کی غرض سے دو واقعے جنون کے لکھ کے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ جہان مسجد جن ہے وہ ان دونون واقعات کی جگہ نہین نہین ہی نخلہ اور مدینہ منورہ کے اندر جنون کی ملاقات کو منحصر سمجھتے ہین حالانکہ علامہ ابن تیمیہ سے آلوسی بغدادی نے نقل کیا ہے کہ چھ مرتبہ جنون کا قصہ پیش آیا ہی - دو مرتبہ کی نفی سے چار مرتبہ اور رہی باقی رہتے ہین یہان قصہ جن پر گفتگو کرنا نہین ہے اس مسجد کے متعلق یہ اُن کی تصنیف ہے کہ جو موسوم بہ مسجد جن ہے ' ورجس کی زیارت فقہائے حنفیہ نے جائز سمجھی ہے - علاوہ ان زیارتگاہون سے جن مساجد کا توڑا جانا مسموع ہوا ہے جبل ابی قبیس کی مسجد اور مسجد تنعیم اور مسجد کبش ہے یہ سب ایسی ہین کہ جنکی زیارت مستحب ہے اور اور اُن کی اصلیت کتب علما رمین موجود ہے -

قربانگاہ اسمٰعیل مسجد کبش ہی عوام کہتے ہین کہ اسمین سورہ کوثر نازل ہوئی ممکن ہی کہ اُنکا قول غلط ہو لیکن فضائل مین روایت ضعیف معتبر ہے کسی بقعہ کی فضیلت جبکہ مشہور ہوگئی ہو اور خلفا عن سلفٍ مروی ہو تو اُسکے انکار کی کوئی وجہ نہین اور پھر سورہ کوثر کا مکرر نازل ہونا بھی محقق ہے -

قبر حضرت آمنہ۔ کہاجاتا ہے کہ قبر حضرت آمنہ مقام ابواء مین ہے اور جسجگہ قبر اور قبہ بنا ہوا ہے وہ مقام ابواء نہین ہے حالانکہ مقام ابواء کی تعیین مین اختلاف ہے جو لوگ اُس قبر کو جو حضرت آمنہ کے نام سے ہونا تسلیم کرتے ہین اُنکے نزدیک یہی ابواء ہے حضرت موسے علیہ السلام کی قبر شریف مین اختلاف ہے حدیث مین کوئی جگہ بتائی گئی ہے اور مشہور کسی جگہ ہے اور قبہ اور قبر کہین بنی ہوئی ہے۔ حضرت عمر نے نہ وہ قبر کھودی اور نہ اُسکی عمارت۔ اسلیے کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ وہی مقام قبر ہے۔

مقبرۂ بنو ہاشم۔ ایک حصہ جنت المعلے کا ہے جہان حضرت عبد مناف اور حضرت عبد المطلب اور جناب ابو طالب کی قبرین ہین اسجگہ کہاجاتا ہے کہ یہ سب کفار تھے اسلیے انکی قبرین کھدوائی گیئن۔ اول تو کفار کی قبور کا کھودنا بھی بلا ضرورت ثابت نہین ہے دوسرے ان حضرات کا کفر متفق علیہ نہین ہے۔ عبد مناف اور عبد المطلب کے ایمان کیلیے تو رسائل علامہ سیوطی وغیرہ دیکھنا چاہییے اور ابو طالب کے ایمان کیلیے اسنی المطالب فی ایمان ابی طالب ملاحظہ کرنا چاہییے۔

مزارات معلےٰ۔ جنت معلےٰ کی زیارت بھی مستحب ہے اور یہان صحابہ اور تابعین مدفون ہین لیکن ہم لوگون کے نزدیک بالیقین کوئی قبر کسی صحابی یا صحابیہ کی معین نہین ہے اگرچہ مثل حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مزار کے بعض خوابون اور کشفون سے تعیین کرلیگئی ہے لیکن جسطرح اس بات کا احتمال ہے کہ قبر مین فلان مخصوص شخص کی نہین ہے اسی طرح یہ بھی قطعی نہین ہے کہ وہان وہ مدفون نہین ہے

ایسی صورت مین قبرون کا انہدام یا اُنپر جو قبے بنے ہوے ہین اُنکا انہدام امر شرعی
نہین ہے اس جگہ چند باتین لکہدینا ضروری ہین اولاً علماء کا اتفاق ہے کہ مسلمانون
کی عزت مردہ اور زندہ حالت مین برابر ہے۔ محقق علامہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر
تحریر فرماتے ہین۔

الاتفاق علی ان حرمۃ المسلم یہ امر متفق علیہ ہے کہ مردہ مسلمان کی
میتا کحرمتہ حیا۔ عزت زندہ کی ایسی ہے۔

اور حدیث شریف مین ہے۔

کسر عظم المیت واذاہ مردے کی ہڈیون کو توڑنا اور اسکو تکلیف
ککسرہ حیا پہونچانا مثل زندہ کی ہڈیون کے توڑنیکے ہے۔

اسکو امام احمد حنبل ابوداؤد اور ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے اور بعض روایتون
مین اس طرح ہے۔

المیت یوذیہ فی قبرہ مایوذیہ فی بیتہ مردیکو وہی چیزین تکلیف پہونچاتی ہین جو اسکو گھر مین تکلیف
پہونچاتی ہین عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین۔

اذی المومن فی موتہ مومن کو مرنے کے بعد اذیت دینا ویسا ہی ہے
کاذاہ فی حیاتہ جیسا اسکی زندگی مین اسکو اذیت دینا۔

ایسے ہی آثار اور نصوص ہین جنسے علماء نے اتفاق کیا ہے کہ مردون کو اُن چیزون سے
اذیت ہوتی ہے جن چیزون سے زندون کو۔

دوسری بات یہ ہے کہ گنبد بنانا ایسی جگہ جہان قبر نہ ہو غالباً کسی کے نزدیک بھی ناجائز نہ ہوگا اور اگر قبر پر گنبد ہو تو وہابیون کے نزدیک کھود ڈالنا چاہیئے۔ ساتھ ہی اسکے یہ بھی معلوم ہے کہ جھوٹی قبر کی زیارت ناجائز ہے۔ احادیث سے ایسی زیارت کی حرمت ثابت ہوتی ہے جہان قبر بغیر مقبور کے ہو تو اب ہمکو حیرت ہے کہ جہان حضرت خدیجہ کی قبر تھی وہان کا قبہ کیون کھودا گیا اور قبر کیون باقی رکھی گئی۔ ہمکو معلوم ہوا ہے کہ قبرین نہین صرف قبون کو اتارا گیا ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ قبور یقیناً مقبورین کرام کی ہین تو انکی بیحرمتی ہوئی اور اگر وہ قبور بے اعتبار ہین اور انمین مقبورین کرام نہین ہین تو پھر انپر جو قبہ بنا ہوا تھا وہ چاہیے کھودا جاتا یا نہ کھودا جاتا قبرون کو کھودنا لازم تھا۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہمارے علما کے نزدیک تو ایسے مقام پر نہ قبر کھودی جائیگی نہ قبہ کے اتارنے کی ضرورت ہے بلکہ عوام کو انکی غلطی سے مطلع کیا جائیگا اسواسطے کہ ممکن ہے کہ وہ قبر اسی مخصوص بزرگ کی ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی ہو اسمین ہڈیان ہون یا نہون اس سب حالتون مین بجز نبش قبور جواز کی کوئی وجہ نہین ہے وہ ناجائز ہے۔ خزانۃ الروایۃ مین ہے۔

۱، اذا صار المیت ترابا فی — جب میت قبر مین مٹی ہو جاوے
القبر یکرہ دفن غیرہ فی — تب بھی کسی دوسرے کا اسکی قبر مین دفن کرنا
قبرہ لان الحرمۃ باقیۃ — مکروہ ہے کیونکہ حرمت باقی ہے

ولایجوز لاحد ان یبنی فوق القبور اور نہین جائز ہے کسی کے لیے کہ قبرون پر بیتا او مسجداً الا ان موضع القبر گھر بنائے یا مسجد کیونکہ قبر کی جگہ مقبور کا حق المقبور ولہذا لایجوز ذلک انتہی کا حق ہے اور اسی لیے اسکی قبر پر کھودنا درست مختصراً) نہین (انتہی مختصراً)

اس جگہ ضروری ہے کہ ہم ظاہر کردین کہ بعض فقہا مثل علامہ زیلعی کے لکھتے ہین ولو بلی المیت وصار ترابا گر میت ریزہ ریزہ ہوجاوے اور بالکل خاک ہوجاوے جاز دفن غیرہ فی قبرہ تو اسکی قبر مین دوسرے کا دفن کرنا اور اسپر کھیتی کرنا وزرعہ والبناء علیہ اور گھر بنانا درست ہے۔

مگر علامہ شرنبلالی نے امداد الفتاح مین علامہ زیلعی کے اس قول کی رد کی ہے اور لکھا ہے ویخالفہ ما فی التتارخانیۃ زیلعی کے قول کے مخالف تتارخانیہ کا یہ اذا صار المیت تراباً فی قول ہے کہ جب میت خاک ہوجاوے قبر مین مکروہ القبر یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ ہے کسی دوسرے کا اُسکی قبر مین دفن کرنا کیونکہ لان الحرمۃ باقیۃ حرمت باقی ہے۔

ظاہر ہے یہ معلوم ہوجانا کہ میت کے سب اجزا قبر مین مٹی ہوگئے ہین بغیر کھودے نہین ہوسکتا اور بغیر اس علم قطعی کے قبر کھودی نہین جاسکتی اسی کے ساتھ یہ بھی ملحوظ رہے کہ میت کو اذیت دینا شرعاً ممنوع ہے لہذا کھودنے کی کوئی صورت معقول نہین ہے۔

اس جگہ ایک فائدہ لطیف اشارہ کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ عام طور پر قبہ وغیرہ بنانے کی
عدم جواز بلکہ انہدام پر ایک یہ سمت نقل کیجاتی ہے اور اس حدیث کے سوا کوئی حدیث
یا آیت قرآنی [illegible] نہیں ہے مگر وہ حدیث انکی بنائے لیے کسی طرح کافی
نہیں [illegible] انکے لیے مفید ہو اسواسطے کہ صاف
[illegible] پڑھا [illegible] اُس کے
[illegible] کہ حق مقبور اُس سے تلف ہو
[illegible] استدلال [illegible] تے ہیں اُنکو
[illegible] بنایا [illegible]
کہ ایسے ہی [illegible] مساجد اور مقابر کا [illegible]
[illegible] بنایا جاتا ہے اور [illegible] احترام کفر اور شرک
کہا جاتا ہے اور [illegible] عقائد بگاڑے جاتے ہیں۔ وہابیوں کی ایک طرف تو
برات کیجاتی ہے [illegible] دوسری طرف اُن قبروں کو
[illegible] جاتا ہے جو اصل میں تو کھودنے کے قابل ہیں اور پھر وہابیوں
کو پابند شریعت سمجھا جاتا ہے۔

ابن سعود [illegible] کہ انھوں نے مساجد کو منہدم کیا
اور [illegible] حضرت فاروق کے اسوۂ حسنہ پہ عمل پیرا ہونے کی نصیحت
کیجاتی ہے [illegible] شجرۂ رضوان پر کلہاڑی چلائی تھی اور اسپر غور

نہین کیا جاتا ہے کہ شاداب، سرسبز اور سایہ دار درختون کے عمداً کاٹنے کی احادیث
مین ممانعت ہے اور یہ بھی قصہ اسی طرح حضرت عمر کی طرف منسوب ہے جیسے
کتبخانۂ اسکندریہ کا جلانا مگر افسوس اس فعل عمری اور سنت فاروقی کی طرف توجہ
نہین دلائی جاتی ہے جو مقابر انبیا کے ساتھ تھی اور باوجود انکی احتیاط رائے
کے وہ باوجود اسکے کہ اسکے وہ مساجد وہ مآثر سے تھے۔ انہدام نہین کیے گئے کنز العمال
کو دیکھنا چاہیئے معلوم ہوگا کہ حضرت عمر نے اس مسجد مین نماز نفل پڑھنے پر اعتراض کیا تھا
جہان آنحضرت نے کبھی نماز پڑھی تھی اور اسکی وجہ سے صحابہ وتابعین وہان نماز ادا کرتے تھے
مگر وہ مسجد نہین کھودی۔ ایسے ہی قابل غور ہے جو کہا جاتا ہے کہ امام شافعی رح
نے امراء سے انہدام قبون کا روایت کیا ہے حالانکہ قبون کے بارے مین خود انکا
مسلک ہے کہ اگر موقوفہ زمین مین قبہ ہو تو کھودوا دیا جائے گا کیونکہ اُسکا بنانا حرام ہے
ورنہ مکروہ ہے۔ اسجگہ اتنا ہی لکھنا کافی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ مکمل تحقیق کیجائیگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا سورتی کے مضمون پر ایک نظر

جناب مولانا عنایت اللہ صاحب فرنگی محلی کے مضمون معارف ... جو ابا تحقیق دین
شایع ہوئے ہین ان مضمون مین پوری تحقیق کے ساتھ اسکا جواب دیا گیا ہے امید ہے کہ
اسکے بعد متلاشیان حق کے لیے تحقیق حق ہو جاویگی۔

اخبار ہمدرد مین قبہ وغیرہ کی بحث پر اول مولانا فاروقی صاحب نے ایک مضمون تحریر فرمایا تھا جسکا جواب مین نے لکھا اور ہمدرد و ہمدم مین شایع کر دیا گیا۔ میری خوش قسمتی ہے کہ میری تردید کے لیے ایک مضمون کافی نہ ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا یعنی تین مضامین شایع ہوے اور پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی اور مضامین بھی سپرد قلم کیے جائینگے مجھکو افسوس ہی کہ جس متانت کی امید مجھے مضمون نگاران ہمدرد سے تھی وہ صحیح ثابت نہین ہوئی اور طعن آمیز جملون اور ذاتی حملون سے بھی احتیاط کرنے مین ضبط نہ کیا گیا۔ ناظرین میرے مضمون اور انکے جوابون کو براہ کرم سامنے رکھکر ایک مرتبہ پھر پڑھیں اور انصاف کرین کہ ایک فرنگی محلی کٹھ ملا اور ایک روشن دماغ تعلیمیافتہ کے طرز تحریر مین کیا فرق ہی۔ مجھکو افسوس ہی کہ مین ایسے الفاظ کا جواب دینے سے قاصر ہون البتہ نفس مضمون کے ضروری اجزا کا جواب محض اس لیے دینا چاہتا ہون کہ شاید صلاح ہو جاوے۔ وما اریدالا الاصلاح ما استطعت و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

مجھے حیرت ہے کہ میرے جواب دینے والے دو صاحبون مین آپسمین سخت اختلاف رائے ہے اُسکو مین کسطرح رفع کرون مولوی عبدالماجد صاحب کے خیال مین مین نے کوئی ایجابی اور اثباتی دعوی نہین کیا اور مولانا سورتی صاحب مجھکو جواز کا مدعی خیال فرماتے ہین اور سب سے زائد یہ لطف ہی کہ اسی پر بس نہین بلکہ درمختار کی محتمل عبارت کو میری بہت بڑی دلیل خیال فرماتے ہین۔ بہرحال اسکا فیصلہ توہم انھین دونون

پر چھوڑتے ہین لیکن اپنے دونون کرمفرماؤن سے اتنا ضرور گذارش کرتے ہین کہ وہ میرا مضمون
پڑھتے ہوے شاید اس امر کو ملحوظ نہ رکھ سکے کہ میرا مضمون مولانا فاروقی کے جواب
مین تھا اور ابتدائی نہ تھا اسلیئے مین نے اسکی تنقید پر اکتفائی ہے اور نہ تو کسی اپنے
دعوے کو مصرح کیا اور نہ اسکے دلائل لکھے ہین۔ میری حیرت کی کوئی انتہا نہین رہتی
جب مین یہ دیکھتا ہون کہ مولانا سورتی صاحب نے یہ فرض کرلیا ہے کہ مین نے
جواز قبہ وغیرہ پر دو دلائل لکھے ہین۔ پہلے درمختار کی عبارت اور دوسرے شامی
کی عبارت اور اسی پر مجھکو ناز ہے۔ مولانا میری عبارت کو پڑھین اور انصاف فرماوین
کہ آیا مین نے یہ عبارتین مولانا فاروقی پر الزام دینے کیلیے پیش کی ہین یا انکو اپنے
دلائل مین شمار کیا ہے۔ شاید میرے مضمون کا آخری حصہ مولانا کی نظر سے محروم
رہا جسمین مین نے وہ عبارتین تحریر کی ہین جو مولانا فاروقی کے خلاف تھین اگر
مولانا سورتی ان عبارتون کو میری جانب منسوب کرکے میرے دلائل ہی سمجھتے تو اسکی تو
وجہ بھی ہوسکتی تھی مگر درمختار کی عبارت کو میری دلیل قرار دینا سراسر زیادتی ہے
اور نہ اسکے باطل کر دینے سے منسوب کردہ دعوے پر کوئی اثر پڑتا ہے۔ مولانا سورتی
کا پورا مضمون صرف اسی امر کی تردید مین ہے کہ درمختار اور اسکے حواشی کی عبارت
میرے دعوے کی دلیل بننے کی صلاحیت نہین رکھتی۔ بالفرض تھوڑی دیر کے
لیے مین تسلیم کرتا ہون کہ یہ دونون عبارتین اس دعوے کو ثابت کرنے سے قاصر ہین جو
مولانا سورتی میری جانب منسوب کرتے ہین تو کیا اس سے مولانا فاروقی کا مقصود

ثابت ہوجائیگا۔ مین واضح طور پر مولانا سورتی کو بتانا چاہتا ہون کہ واقعہ یہ ہے کہ مولانا فاروقی صاحب نے اپنے دعوے یعنی حرمت تقبیہ وغیرہ کے متعلق درمختار کی عبارت پیش فرمائی تھی مین نے اُسپر اعتراض کیا کہ مولانا فاروقی کو چاہیئے تھا کہ وہ پوری عبارت تحریر فرماتے اور جو جملہ کہ بظاہر اُنکے مخالف تھا اسکو نہ چھوڑتے یا اختیار تھا کہ اُسکی تردید بھی کردیتے۔ اب مولانا فاروقی کی پیش کردہ عبارت کو مولانا سورتی زبردستی میری دلیل قرار دیتے ہین۔ اسی طرح مولانا فاروقی کے اوپر مین نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ وہ حاشیہ درمختار کی عبارت بھی دیکھ لیتے تو اچھا تھا جسمین استحباب کو بیان کیا ہی مولانا سورتی صاحب اوسکو بھی میری دلیل قرار دیتے ہین۔ مین اس طریقۂ استدلال کو سمجھنے سے قاصر رہا۔ مولانا سورتی نے میرے طویل مضمون مین صرف یہی جگہ اپنے خیال مین مخدوش پائی اور اسکی تردید فرماتے ہوے بقیہ کے واسطے دوسرے مضمون کا منتظر رکھا۔ اس ضمن مین مولانا نے یہ بھی کوشش فرمائی ہے کہ میرے اُن اعتراضات کے مقابل مین جنمین یہ دکھایا گیا کہ مولانا فاروقی سے نقل عبارت مین تسامح ہوگیا اور مین اسکو مولانا فاروقی کی دیانت پر حملہ کیے بغیر عجلت پر محمول کرتا ہون (ہمدرد ۸ ستمبر) مولانا سورتی نے مجھپر بھی نقل عبارات مین کئی جگہ تصرف کا الزام دیا ہی۔ مولانا سورتی تحریر فرماتے ہین کہ

(۱) دلیل اول جو مولانا فرنگی محلی نے پیش کی یہ ہے

و فی الاحکام عن الجامع الفتوی ....

قیل لا یکرہ البناء اذا کانت المیت

من المشائخ والعلماء والسادات

مین نے یہ عبارت ان لفظون مین درمختار کے حاشیہ مین نہین پائی خدا جانے عبارت کے نقل کرنےمین
خود مولانا سے سہو ہو گیا یا کوئی اور بات ہوئی اصلی عبارت یون ہی۔

و فی الاحکام عن الجامع الفتاوی و

قیل لا یکرہ البناء اذا کان المیت من الخ۔

مجھکو دونون عبارتون مین تین حرفون مین صرف فرق معلوم ہوا پہلے فتاوی کی جگہ
فتوی لکہا ہے دوسرے قیل کے پہلے مین نے واو چھوڑ دیا ہے تیسرے مین نے کان کے
بعد ت بڑھادی ہی یعنی مذکر کے بجاے مونث کا صیغہ لکہدیا ہی مین مولانا سورتی ہی پر
اسکا انصاف چھوڑتا ہون کہ بالفرض اگر یہ تینون تصرف مین نے بالقصد بھی کیے ہین
تو اُس سے نفس بحث پر کیا اثر پڑا کیا جو عبارت مولانا سورتی نے لکھی ہے اُس سے
میرا پیش کردہ اعتراض دفع ہو گیا، کچھ کمزور ہو گیا، کچھ خلل پذیر ہو گیا۔ بظاہر تو
ایسا نہین ہی تو پھر خدا کیواسطے مولانا سورتی فرمائین کہ ان لفظی غلطیون کی گرفت احقاق
حق کے واسطے کیا مفید نتیجہ پیدا کرتی ہے اسکے بعد مولانا مجھسے یہ بھی سُنین کہ (مین
سوائے واو کے رہ جانے کے (جس سے کوئی تغیر مدعی مین نہین ہوتا ہے) واقعتاً
نقل مین کوئی غلطی بھی نہین ہے ہمدرد مین مولنا دیکھین مجھکو تو کانت کی بجائے
کان ہی چھپا ہوا معلوم ہوا معلوم نہین مولانا نے کانت میری کس عبارت مین

دیکھا ہے اور الفاظ فتاویٰ کا یہ الفاظ بصورت فتویٰ بھی بے حرف اُسپر ملکر لا زیر بحث لانا
کافی ہے۔ اگر مولانا تکلیف فرما کر میرے مضمون کو ۹ ستمبر کے ہمدم میں ملاحظہ فرما لیتے تو معلوم
ہو جاتا کہ اُسمین یہی عبارت مندرج ہے اور اسمین فتویٰ الف ہی کے ساتھ ہے۔ مجھے
امید ہے کہ آئندہ اس قسم کی بحثوں سے مولانا فاروقی اجتناب فرمائینگے جو کسی طرح شایان
اہل علم کے لائق نہیں ہے۔ دوسرا اعتراض مولانا نے اس عبارت پر یہ بھی کیا ہے
کہ یہ قول مجہول ہے لیکن یہ بات میں نے نقل نہیں کی۔ مولانا سورتی سے میں پھر
عرض کرتا ہوں کہ میں مدعی نہیں ہوں مولانا فاروقی کی تردید کر رہا ہوں۔ مولانا
فاروقی درمختار سے مطلقاً حرمت ثابت کرنا چاہتے ہیں میرے اسپر تین اعتراض
ہیں۔ اولاً تو درمختار کی عبارت مُحتمل ہے دوسرے اس سے کراہت ثابت ہوتی ہے نہ حرمت
تیسرے محشی نے تصریح کر دی ہے کہ بعض صورتوں مین یعنی علماء و مشائخ کی قبروں پر
یہ کراہت باقی نہیں رہتی بلکہ استحباب ہو جاتا ہے آپ ہی فرمائیے کہ آپکی بیان کردہ قید
سے میرے ان تین اعتراضوں میں سے کون اعتراض کمزور یا ساقط ہو گیا۔ ہاں اگر میں
مطلقاً جواز کا دعویٰ کرتا اور اپنی دلیل میں یہ عبارت پیش کرتا تو آپ اعتراض کر سکتے
تھے کہ دعویٰ عام دلیل خاص ہے مگر مولانا فاروقی کے استدلال کی غلطی کو واضح کرنیکے
لیے مولانا سورتی کی بیان کردہ قید سے اتنا بھی اثر نہیں پڑتا اسی وجہ سے میں نے اُسکو
لکھنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ ہم مولانا سورتی سے یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ نقل میں
تغیر اور گرفت اسی وقت قابل لحاظ ہے جبکہ اس سے کسی طرح کا مدعی یا مجیب کو

نقصان یا فائدہ پہونچتا ہو ورنہ وہ نفلی گرنتین غیر قابل لحاظ ہونگی اور پھر جبکہ کوئی تغیر عبارت مین نہ ہو تو محض یہ الزام کہ آگے کی عبارت کیون نہین لکھی باوجودیکہ آپکے نفس مدعے پر اثر نہ پڑتا ہو لائق بحث علماء نہین ہے اگر ایسا ہی الزام مفید ہو سکے تو مین بھی بعینہ یہی اعتراض مولانا پر کر سکتا ہون کہ مولانا نے کتاب الاجارۃ شامی کی عبارت مین الفاظ حذف کردیے ہین اور غلط نقل کردی ہے اصل عبارت [illegible] یہ ہے:-

ما[1] فی المتون مقدم علی ما فی الشروح وما فی الشروح مقدم علی ما فی الفتاوی

[illegible] اعتراضات مفید مطلب نہین ہین مجہول روایت [illegible] استدلال درست نہین ہے [illegible] مولانا سے گذارش ہے کہ مین نے استدلال [illegible] کیا ہے [illegible] اعتراض ہے کہ استدلال [illegible] لفظ قیل ہر جگہ ضعف پر دلالت نہین [illegible] عمدۃ الرعایہ مین ہے:-

فائدہ کثیراً ما یذکرون حکماً معدداً فائدہ [illegible] [illegible] بیان کیا ہے بلفظ قیل ویکتب الشراح والمحشیون [illegible] ضعف اشارہ الی ضعفہ والحق انہ [illegible] علم [illegible] اشارۃ [illegible]

[illegible] ان یذکر الحکم المرجوح بصیغۃ [illegible] الضعف [illegible] الی ضعفہ [illegible]

[illegible] موقوف [illegible] الاخر [illegible]

[illegible] الامر [illegible]

قال [illegible] فی رسالتہ [illegible]

البھیۃ المراکیۃ علی الاثنی عشریۃ [illegible]

[1] نسخہ شامی [illegible] مولانا [illegible]

صیغہ قیل لیس کل ما دخلت | کہ ہر وہ قول جسپر قیل داخل ہو ضعیف
علیہ یکون ضعیفاً۔ | نہیں ہوا کرتا۔

اسکے علاوہ خود آپ ہی کی پیش کردہ عبارت قیل لا بأس بہ دھو المختار اسکی تردید کر رہی ہے یہ قول باوجودیکہ مجہول ہے مگر مختار ہے مولانا ہمیں معاف فرمائینگے۔ ع
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند۔ مولانا ہمارے اوپر تو قول مجہول سے استدلال کا الزام لگاتے ہیں اور خود ایک ہی کالم کے بعد قول مجہول اذا اختلفوا فیہ تقیل الفتوٰی علی الاطلاق علی قول ابی حنیفۃ سے ہمارے مقابل ایک مضبوط اصولی قاعدہ بنا کر الزام دینا چاہتے ہیں معلوم نہیں کہ کاتب نے کس وجہ سے مولانا کی اس عبارت کے ترجمہ میں قیل کا ترجمہ ہی چھوڑ دیا ہے تاہم جو شخص اپنے استدلال میں قول مجہول کو پیش کرتا ہے کم از کم اُسکو تو حق نہیں ہے کہ دوسروں پر اعتراض کرے۔

مولانا سورتی کا دوسرا اعتراض جسکو مولانا نے دوسری دلیل کی تردید سمجھی ہے اُسکے متعلق گذارش ہے کہ یہاں پر تین عبارتیں ہیں ایک صاحب تنویر الابصار کی، دوسری درمختار کی تیسری شامی کی اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ تنویر کی عبارت دھو المختار پر ختم ہو جاتی ہے اور اسی پر میرا اعتراض ختم ہو جاتا ہے یعنی یہ عبارت تنویر کی کم از کم محتمل اس امر کو ہے کہ ضمیر بناء کیجانب پھیری جائے بلکہ یہی قرب مرجع کی وجہ سے ظاہر ہے پس اس لیے جزو اول لکھنا اور جزو ثانی یعنی قیل لا باس بہ دھو المختار کو حذف کر دینا خلاف انصاف ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

علامہ شامی نے صاحب درمختار کے قول کما فی کراہۃ السراجیہ پر اعتراض کیا ہے کہ اُسکا
مانحن فیہ سے کوئی تعلق نہین ہے اسی وجہ سے مین نے اپنے مضمون مین یہ
لکھہ دیا تھا کہ یہ دوسرا امر ہے کہ مولانا فاروقی اس عبارت کو لکھکر اُسکی تردید
کردین ۔ مجمل عبارات محتملہ و مجملہ سے دلائل..... بینا صحیح طریقۂ اثبات
مدعی کا نہین ہے۔ اسکے بعد جسقدر اور عبارتین مولانا نے لکھی ہین اُنکا تعلق صرف اسی قدر
ہے کہ اُنسے کراہت مثلاً ثابت ہوتی ہے مگر فاروقی صاحب کہ مدعی حرمت کے ہین اُنکے
واسطے یہ عبارتین مفید نہین ہین۔ تاہم اتمام فائدہ کے خیال سے مولانا سورتی
سے اتنا گذارش ہے کہ اولاً تو قبہ کے متعلق جو روایت امام صاحب سے نقل کیگئی ہے
اُسکا امام صاحب کا مذہب ہونا ضروری نہین کتب فقہ مین اسکی تصریح موجود ہے
کہ جن کے ذریعہ سے جو روایت امام صاحب سے منقول ہو وہ خواہ مخواہ امام صاحب کا
مذہب نہین ہوتا پس امام صاحب سے روایت ہونا اور چیز ہے اور اُنکا مذہب ہونا
اور چیز ہے اور پھر جبکہ ابن رشد کی عبارت سے خود مولوی عبدالماجد
صاحب نے امام صاحب کا مذہب جواز نقل کیا ہے تو پھر اُس
روایت سے کیسے استدلال کرسکتے ہین بناء علی القبر کی تفسیر خود فقہاء نے لفظ سے کی ہے اور
سقف تابوت صغیر کو کہتے ہین۔ فقہاء کی اس تفسیر کے بعد کوئی گنجائش نہین ہے کہ
اس سے قبہ کی حرمت ثابت کرسکیں ہم درستی اثبات بیان کے متعلق چند
عبارتون کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین۔

الفرق بين عنده وعنه ان الاول دال — "عنده" اور "عنه" کے درمیان یہ فرق ہے کہ اول مذہب ہونے

على المذهب والثاني على الرواية فلذا — پر دلالت کرتا ہے اور ثانی روایۃ ہونے پر تو جب

قالوا هذا عند ابي حنيفة دل ذالك — کہتے ہیں کہ "هذا عند ابی حنیفة" تو یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے

على انه مذهبه واذا قالوا عنه كذا دل — کہ یہ ان کا مذہب ہے اور جب "عنه كذا" کہتے ہیں تو یہ

ذالك على انه رواية عنه (عمدة الرعاية) — امر پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی ان سے ایک روایت ہے (عمدۃ الرعایۃ)

ولا يرفع عليه البناء قالوا اراد به — اور قبر پر بنا نہ اٹھائی جائے فقہا نے کہا ہے کہ

السفط الذي في ديارنا على القبور — مراد اس کو سفط کہ جو ہمارے دیار میں قبور پر ہوتا ہے

ولا يجعل السفط على القبور (خزانة الفتاوى) — قبور پر سفط کی ممانعت ہوئی (خزانة الفتاوى)

كره ابو حنيفة البناء على القبر — امام ابو حنیفہ مکروہ سمجھتے ہیں کہ قبر پر بنا ہو اور یہ کہ

وان يعلم بعلامة قالوا اراد بالبناء — کوئی علامت قبر کیلئے بنائی جائے فقہا کہتے ہیں

السفط الذي يعمل في ديارنا — بناء سے امام صاحب کی مراد وہ سفط ہے [illegible]

والسفط المسنم قيل يعني المحيط — رواج ہمارے دیار میں پایا جاتا ہے اور سفط [illegible]

ويستعار للتابوت الصغير — چھوٹے تابوت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

و المغرب في تفسير لفظ السفط — (المغرب فی تفسیر لفظ السفط)

مولانا [illegible] نے ہمارے طریق مضمون پر صرف یہی ختم [illegible] ہیں اور کوئی
کوشش مولانا فاروقی نے ہمارے اعتراضات دفع کرنے کی نہیں کی جو اعتراض ہمارے
اوپر کیے گئے ہیں ہمارے خیال میں کوئی اہمیت نہیں رکھتے اور اگر وہ اعتراضات
بفرض محال ثابت بھی ہو جائیں تو اس سے حرمت قبہ وغیرہ ثابت نہیں ہو سکتی۔

مولانا فاروقی کو اپنے بیان کردہ امور کی حرمت ثابت کرنا اور انکے برباد کرنیکو اہم ترین
فرض ثابت کرنا چاہیئے اور وہ ابتک کسی طرح ثابت نہیں کر سکے۔

ہدایۃ المضلین فی مکائد النجدیین

(از جناب مولانا محمد عبد الہادی صاحب قبلہ فرنگی محلی)

جناب [illegible] جیسا کہ وہابیہ کے عقیدہ و اقوال عقائد اہل سنت والجماعت سے بالکل مخالف ہیں
وہ لوگ مسلمانوں کی خونریزی کو اور انکی [illegible] تضییع کو حلال سمجھتے ہیں [illegible] قسم [illegible]
[illegible] انکے نزدیک حلال ہے چنانچہ [illegible] گذشتہ میں جب انھوں نے طائف پر قبضہ پایا ہے
انھوں نے قسم قسم کی سختیاں مسلمانوں پر [illegible] نہیں [illegible] . [illegible] چند دیگر
[illegible] میں ایک لاکھ [illegible] قتل کیا جسکی تفصیل رسالہ
[illegible] باب [illegible] الوہابیین موجود ہے [illegible] اخبرونی [illegible] علی ذلک التعلیق
[illegible] عدد [illegible] اسم [illegible] وقتلهم
هل طائف وهم جم غفير [illegible] لا يصيبون [illegible] بسيف
بالعصي والاحجار [illegible] مسلمانوں کی تکفیر [illegible] انکے عقائد
[illegible] اولیاء اور صلحا کی توہین کرتے ہیں [illegible] بمعروف ونہی عن المنکر
[illegible] لوگوں [illegible] بالمعروف کا حکم
[illegible] انکے [illegible] کیا ہے [illegible] نہایت [illegible]
[illegible] چند قطرے خون [illegible] پر جا [illegible] گا [illegible]

امر بالمعروف کرتے ہین مگر نفسانیت سے خالی نہین ہے جیسا کہ اس شہرت سے ہر مسلمان
پرہیز کرتا ہے ویسا ہی انکے امر بالمعروف سے پرہیز ضروری ہے۔ اگر وہابیہ ظاہر مین نہایت
متقی اور پاکیزہ معلوم ہوتے ہین مگر باطن انکا تیرہ و تاریک ہے۔ انکے اعمال اگر ظاہر مین اچھے
معلوم ہوتے ہین مگر باطن مین نفاق بھرا ہوا ہے جیسا انکے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھیان
انکی ادبار سے لٹکی ہوئی ہین اگرچہ کیسی ہی زبان سے کہین نہ ہون۔ اگر انکو تھوڑا سا
حصہ بھی ایمان سے ملتا تو وہ ایسے اعتقادیات کو چھوڑ دیتے۔ اور قبور اولیاء اللہ پر بول و
براز کو اچھا جانتے ہین اور مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرتے ہین اور مسلمانون کی
خونریزی کو بہتر جانتے ہین وھم المتغوطات قبر الاولیاء بل عند مولد النبی واھراق
الدماء اور مسلمانون کے مالون کو مال غنیمت شمار کرتے ہین اور شرک کے لفظ سے مسلمانون
کو مخاطب کرتے ہین اور شفاعت کی اہانت کرتے ہین جو انبیاء علیہم السلام کیواسطے ثابت ہے
ویعدہ اموال المسلمین واستحلالھا والخطاب بنا مشرک لھم والازدراء بالشفاعۃ
الثابتۃ للانبیاء اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین انکا عین ایمان ہے اور آپکو ہی لکڑی
سے بدتر جانتے ہین وہ لوگ علی الاعلان ممبرون پر علی روس الاشہاد کہتے ہین کہ یہ
لکڑی ہماری محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے نافع تر ہے اسواسطے کہ ہم اس لکڑی پر تکیہ کرتے
ہین۔ اور بکریون کو اس سے چراتے ہین اور خوف کے وقت ہم اس لکڑی کو استعمال کرتے ہین
اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو بعد مرنیکے کچھ نفع نہین پہونچا سکتے۔ نعوذ باللہ من ذلک
قولھم علی المنابر وعند الجماعات وروس الاشہاد بالاعلان یقول الناس ان عصانا
ھذہ انفع لنا من محمد لانا نتوکا علیھا ونھش بھا علی الغنم ونستعملھا و

الاحوال و محمد لا یغنی منہا شیئاً بعد الارتحال انتہی کیا ایسے لوگوں پر اسلام کا اطلاق
ہو سکتا ہے یہ لوگ اسلام سے خارج فرعون وہامان سے بدتر سمجھے جا سکتے ہیں جب حضور
صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی وقعت اُن کے نزدیک نہیں ہے تو قبور کی کیا وقعت
ہو سکتی ہے چنانچہ بارہا اُنھوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قبر پر بول
و براز کیا ہے جیسا کہ مروی ہے: قد اخبرنی رجل من طائف متعہد قبر ابن عباس
رضی اللہ عنہما ان ہولاء یجیئون عمداً الی قبرہ باللیالی وانا احمل الخرء والدمیۃ
وتحقق ہذا بالتواتر اور اولیاء اللہ اور انبیاء کو صیغۂ ندا سے توسل کرنے کو ناجائز کہتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ اولیاء اور انبیاء مر گئے ہیں اور سُننے اور دیکھنے کی قوتیں اُن سے لیلی
گئی ہیں پس اُن سے توسل اور ندا ایسا ہی جیسا پتھروں سے ندا کرنا اور توسل کرنا ہے حالانکہ
نفوس اولیاء اور انبیاء کے قید سے بعد مرنے کے چھوٹ گئے ہیں اُنکی قوت زندوں سے زیادہ
نفوس اولیاء کے بعد مفارقت ابدان کے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں اور دریاؤں اور
پہاڑوں میں ہے اُنکے نفوس کے نزدیک یکساں ہے روح اُنکی بعد مرنے کے بسیط ہو جاتی
ہے اولیاء اللہ پر کیا منحصر ہے بلکہ عامہ مومنین اور کفار اور یہود اور نصاریٰ بھی بعد مرنے
کے سُنتے ہیں اور قوت اُنکی باقی رہتی ہے چنانچہ جنگ بدر میں ابوجہل وغیرہ مقتول ہوئے
اور نعشیں اُنکی کنوئیں میں ڈالدی گئیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس تشریف لیگئے
اور فرمایا یا فلان قد وجدت ما وعدنی ربی حقاً فہل وجدتم ما وعد ربکم حقاً
فقیل یا رسول اللہ اتنادیہم وہم اموات فقال صلے اللہ علیہ وسلم والذی نفسی
بیدہ وانہم لا سمع منہم الکلام منکم الا انہم لا یقدرون علی الجواب یعنی

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ ان سے باتیں کرتے ہیں حالانکہ وہ مردہ ہیں وہ مردہ خطاب کے سننے والے نہیں ہیں
پس فرمایا سید خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ لوگ سنتے ہیں لیکن جواب
دینے پر قادر نہیں ہوتے ہیں۔ یہ حال کفار کا ہے۔ جبکہ وہ سنتے ہیں تو مسلمان کیونکر نہ پکارنے کو سنینگے
مردے حضرات سنتے ہیں بعض کے احوال کو پہچانتے ہیں اور غسل دینے والوں اور کفن پہنانے والوں
کو اور نماز پڑھانے والوں کو اور دفن کرنے والوں کو اور جنازے کے ہمراہ ہونے والوں کو پہچانتے ہیں چنانچہ حضرت عمر بن دینار
سے مروی ہے ما من میت یموت الا وهو یعلم ما یکون فی اهله بعده انهم یغسلونه ویکفنونه وانه لینظر
الیهم اور حضرت انس بن مالک سے روایت ہے ان ارواح المومنین مرسلة مرسلة تذهب حیث شاءت
اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے مثل المومن حین یخرج نفسه او روحه مثل رجل
کان فی سجن فاخرج منه فهو یتفسح فی الارض ویتقلب فیها یعنی مومن کی مثال روح نکلنے کے وقت
روح اسکی باہر آتی ہے مثال اس مرد کی ہے کہ قید میں ہو اور اُس سے نکالا جائے پس وہ زمین میں
پھرتا ہے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا انھوں نے اذا مر الرجل بقبر الرجل یعرفه
فسلم علیه رد علیه السلام وعرفه واذا مر بقبر لا یعرفه فسلم علیه رد السلام اور سعید بن مسیب سے
مروی ہے کہ حضرت سلمان سے روایت ہے کہا انھوں نے ان ارواح المومنین فی برزخ من
الارض تذهب حیث شاءت یعنی بتحقیق مومنین کی روحیں برزخ میں زمین سے
جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور اسرار کون سے وہ مطلع ہیں سو اسطرح کہ انھوں نے رحلت کی ہے تنگی
عالم شہادت سے طرف کشادگی عالم غیب کے کہ وہ عالم وسیع ہے پھر کس قدر افسوس ہوتا ہے کہ جو
خود ایک فعل کے مرتکب ہیں اور دوسروں کو ممانعت کرتے ہیں اور مشرک بتاتے ہیں۔ خود ہر
روزانہ کئی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرتے ہیں اور ہر نماز کے التحیات میں کہتے ہیں۔

مکمل ترین تفسیر قرآن

حضرت استاذی و مرشدی ملک العلماء بحر العلوم جناب مولانا محمد عبد الباری صاحب قبلہ عم فیوضہم نے اثناء درس قرآن میں جو باعظمت افاضات فرمائے تھے انکا کچھ حصہ الطاف الرحمن بتفسیر القرآن کے نام سے مرتب ہو کر طبع ہو گیا ہے اور بقیہ بھی انشاء اللہ جلد شایع ہوگا

یقیناً اسمیں ذرا مبالغہ نہیں کہ ایسی جامع مکمل اور کثیر العلومات تفسیر شایع ہو جانا نہ صرف مسلمانوں بلکہ ملک کی خوش قسمتی ہے اپنے علم اور یقین کی بنا پر عرض کیا جاتا ہے کہ اس سے زیادہ مکمل واضح اور ضخیم تفسیر آجتک اردو زبان میں نہیں شایع ہوئی اور حضرت مولانا مدظلہ چونکہ اس [illegible] علوم طریقت و شریعت کے مجمع البحرین ہیں اسلئے اس تفسیر میں قرآن کے علوم ظاہر و علوم باطن [illegible] کو واضح کیا گیا ہے اسلئے یہ تفسیر عبادات و معاملات کی صحیح رہنما ہونیکے ساتھ سالکوں حقیقت کی بھی شمع ہدایت ہے اسی کیساتھ موجودہ ضروریات کے متعلق قرآن کے تبلیغی پہلو اور اختلافی عقائد کے حق صحیح منشاء و مراد قرآن کو بھی پوری تحقیق سے واضح کیا گیا ہے حضرت مولانا مدظلہ نے یہ کتاب مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل کو مرحمت فرمائی ہے اسکا نفع اس قدیم اور باعظمت دار العلوم کی ملکیت ہوگا اسلئے امید ہے کہ نہ صرف کتاب کے تقدس و اہمیت کی وجہ سے بلکہ مدرسہ کے مقاصد کیلئے بھی اس کتاب کی اشاعت میں خاص توجہ کی جائیگی کتاب کا کاغذ نہایت اعلیٰ ہے اور طباعت میں بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے

حصہ اول پارہ الم سے جلد ثانی پارہ سیقول سے تاجران کتب کیلئے خاص کمیشن رکھا گیا ہے جو بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے

محمد الطاف الرحمن قدوائی مہتمم دار الکتب مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ